آخری رقص

2014

ارشاد عرشی ملک

نظموں اور غزلوں کی فہرست

۱---یہ فیس بُک کے رشتے

۲---الفاظ کی جادو نگری

۳---آن لائین ہی سدا رہتا ہے وہ

۴---اور زیادہ

۵--- جھوٹی ماں

۶---خدا کے ساتھ ڈائیلاگ

۷---رشتوں کے گھنے پیڑ

۸---ماں چُپ رہو

۹---ماں کتنی بھولی اور پیاری ہوتی ہے

۱۰---مجھے دے دو

۱۱---ایک مرد کی سوچ

۱۲---غلط۔ غزل

۱۳---ہر گز نہ آئے باز۔ غزل

۱۴---کیا کرتے۔ غزل

۱۵---اس بے وفا سے ہم کو بُلایا نہ جائے گا۔ غزل

۱۶---پھولوں سے تتلیوں کو اُڑایا نہ جائے گا۔ غزل

۱۷---جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارہ ہو گیا، غزل

۱۸---رہ جائے گا۔ غزل

۱۹---میں اور میرے دادا جی

۲۰--- محفلِ مشاعرہ۔ موسموں کی

۲۱--- محفلِ مشاعرہ۔ سبزیوں اور پھلوں کی

۲۲--- محفلِ مشاعرہ۔ پھولوں کی

۲۳---تو نیند آجائے گی۔ غزل

۲۴---عجیب فرق

۲۵---لونڈی نے اپنی مالکہ کو جنم دیا

۲۶---تمہارے ابّو

۲۷---زندگی دائرے کا سفر

۲۸---انسان اور شیطان میں فرق

۲۹---پیرِ پیراں

۳۰---خدا بھی روٹھ جاتا ہے

۳۱---متفرق اشعار

۳۲---تازہ قطعات

۳۳---چاند کی صورت طلوع ہوا

۳۴---قُرآن ساتھ رکھنا

۳۵---وقت کم

۳۶---بے فائدہ کوشش

۳۷---چھوٹی نظمیں

۳۸---سُنا ہے چیونٹیوں میں --

۳۹---ڈاکٹر مہدی علی قمر کی شہادت پر

۴۰---اپنے الگ رواج

۴۱---خُونِ ناحق بہت پی چکی یہ زمیں

۴۲---نمازِ عشق ہوتی ہے اداخوں سے وضو کر کے

۴۳---خُطبِہ الہامیہ

۴۴---جس طرح سے افریقن ہوں سفید فاموں میں

۴۵---خُلد میں آشیاں مبارک ہو

۴۶---حسبنا اللہ جب یہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

۴۷---کیا نہیں ہے تم میں کوئی ایک بھی رجل الرشید؟

۴۸---اپنی لجنہ کے نام

۴۹---بخت میں مولا مرے بھی قدر والی رات ہو

۵۰---قُرآن کا آئینہ

۵۱---ہاتھوں میں جس طرح سے ہو میّت غسال کے

یہ فیس بُک کے رشتے

ارشاد عرشی ملک

یہ فیس بُک کے رشتے، یہ فیس لیس سے رشتے

برقی ورق پہ بن کر، جادو سا اک جگائیں

نشّہ سا اِک لگائیں

الفاظ دل لُبھائیں، الفاظ دل جلائیں

کھڑکی ہے یہ طلسمی، اُس پار کچھ نہیں ہے

دل نہ یہاں لگانا، اے یار، کچھ نہیں ہے

اپنی ہی خواہشوں نے، اپنی ہی حسرتوں نے

بازار یہ سجایا، جادو سا اِک جگایا

اس جادُوئی ورق کا مت اعتبار کرنا

محتاط راستہ ہی تم اختیار کرنا

ورنہ ہجوم میں بھی، رہ جائو گے اکیلے

یونہی سجے رہیں گے برقی ورق کے میلے

یہ فیس بُک کے رشتے، یہ فیس لیس سے رشتے

"الفاظ کی جادو نگری"

ارشاد عرشی ملک

اے جہانِ فیس بُک کے باسیو

یہ نگر لفظوں کا تصویروں کا ہے

اس طلسمی دیس میں چلتا ہے سکّہ "لفظ" کا

لفظ جو سوچوں کو دیتے ہیں زباں

لفظ جو جذبات کے ہیں ترجماں

اس جگہ شرف و نجابت لفظ ہیں

معجزہ، زندہ کرامت، لفظ ہیں

عقل ودانش کی علامت لفظ ہیں

اور کبھی رنگِ جہالت، لفظ ہیں

کیا تمہارا خانداں ہے؟ کیا تمہاری نسل ہے؟

کوئی بھی واقف نہیں کہ کیا تمہاری اصل ہے؟

ہجر کے خواہاں ہو یا پھر آرزوئے وصل ہے؟

الغرض اس کھیت میں لفظوں کی اُگتی فصل ہے

فیس بُک الفاظ سے آراستہ بازار ہے

لفظ ہوں کھیسے میں تو دل چسپ کاروبار ہے

لاکھ تصویریں لگاؤ حُسن وخوبی سے جڑی

شکل وہ ہو گی تمہاری، جو کہ لفظوں نے گھڑی

بیچتے کیا ہو تمہارے پاس کیا سوغات ہے؟

شہر حُسن ذوق میں کیونکر گذر اوقات ہے؟

اصل زر بھی ہے کہ جھولی میں فقط خیرات ہے

اس طلسمی ورق پر بے چہر گی" پہچان" ہے

ہر کوئی اِک دوسرے کی اصل سے انجان ہے

"ریشماں" کی ریشمی چلمن کے پیچھے "خان" ہے

آئی ڈی "اینجل" کی ہے جس کی، وہ اِک "شیطان" ہے

حُسن کی بارہ مہینے ہی لگی رہتی ہے "سیل"

نام ہے جس کا "پری" وہ در حقیقت ہے "چڑیل"

لفظ کی دستک پہ کچھ دل کھول دیتے ہیں کواڑ
لفظ نے جادو جگائے لے کے پھر لفظوں کی آڑ
لفظ دل میں سنگ دل کے ڈال دیتا ہے دراڑ
لفظ کی لے پر تھرکتے ہم نے دیکھے ہیں پہاڑ

نُقرئی اوراق پر جادوگری لفظوں کی ہے
آپ کے شیشے میں جو اُتری پری لفظوں کی ہے
اس طلسمی دیس میں سب ساحری لفظوں کی ہے

لفظ تمہارے، تمہاری سوچ کے عکّاس ہیں
گر بُجھے دل سے لکھو تو ترجمانِ یاس ہیں

بُغض و نفرت سے لکھو تو گندگی کی باس ہیں

گر بِنا سوچے لکھو تو پھر نِری بکواس ہیں

تم وہی بانٹو گے بے شک، جو تمہارے پاس ہے

موتیے کے پھول ہیں یا زرد، سُوکھی گھاس ہے

جو اُچھالو گے فضا میں، لوٹ کر آئے گا وہ

خیر جو بانٹے گا عرشی، خیر ہی پائے گا وہ

آن لائین ہی سدا رہتا ہے وہ

ارشاد عرشیؔ ملک

(یہ نظم نوجوان نسل خاص طور پر کمپیوٹر پر ''چیٹنگ'' کے شائقین کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دلانے کے لئے، کمپیوٹر ہی کی ٹرمنالوجی میں لکھی گئی ہے)

''آن لائین'' ہی سدا رہتا ہے وہ

''آف لائین'' کی طرح لگتا ہے جو

نہ ''بزی'' ہے نہ ''اَوے'' حاضر ہے وہ

خوب رکھتا ہے نظر ناظر ہے وہ

وہ ''اویل ایبل'' ہے عرشیؔ ہر گھڑی

یہ عنایت اس کی ہے کتنی بڑی

بھیج کر دیکھو تو ''میسج انسٹنٹ''

وہ کبھی کرتا نہیں اس کو ''ریجکٹ''

لازماً دیتا ہے کچھ نہ کچھ جواب

اپنے چہرے سے اٹھاتا ہے نقاب

ہاں مگر رکھتا ہے قائم کچھ حجاب

گرچہ دریا ہے پہ لگتا ہے سُراب

اُس کو تم "ای میل" کر کے دیکھ لو

"فیس بُک" پہ "سرچ" کر کے دیکھ لو

"پیج" ہے اُس کا یہ ساری کائنات

ذکر کرتا ہے اُسی کا پات پات

ہیں "میوچل فرینڈز" میں سارے رسول

"انویٹیشن" اُن کا ہی کر لو قبول

ہے "سٹیٹس" اُس کا اے غافل بشر

"آپلٹ آموت سے تُو پیشتر"

اُس کو بھی "لائیک" کرو، بھیجو "کمینٹ"

"آنسر" دے گا وہ تم کو "انسٹینٹ"

"ایڈ" کر لے گا تمہیں فی الفور وہ

کر نہیں سکتا تمہیں "اگنور" وہ

ہاں مگر بندے کو فرصت ہی نہیں

اپنے خالق سے محبت ہی نہیں

اِک جہاں سے "چیٹ" کرتا ہے مگر

"چیٹ" کی مالک سے فرصت ہی نہیں

اور زیادہ

ارشاد عرشی ملک

گھر گھر میں ہے اب آہ وفغاں، اور زیادہ
اُٹھتی چلی جاتی ہے اماں، اور زیادہ

احساسِ تحفظ ہے، نہ احساسِ مروت
جینا ہوا شہروں میں گراں، اور زیادہ

ہم سا کوئی مظلوم جو آ جاتا ہے زد پر

وہ کھینچ کے رکھتے ہیں کماں، اور زیادہ

الفاظ بھی کچھ تلخ تھے لہجہ بھی کسیلا

بھرتا گیا آنکھوں میں دُھواں، اور زیادہ

پہلے بھی کہاں چین سے جینا تھا میّسر

شہ رگ پہ ہے اب نوکِ سناں، اور زیادہ

تم شوق سے پابند کرو میرے قلم کو

بندش پہ یہ ہوتا ہے رواں، اور زیادہ

جاری ہے ابھی کار گری کنُ، فیکوں کی

ہر لحظہ بدلتا ہے سماں، اور زیادہ

اِک پور کی جنُبش پہ سمٹ آئی ہے دُنیا

گو پھیلتا جاتا ہے جہاں، اور زیادہ

دیکھو تو ذرا، پردہ نشینوں کی ادائیں

ہوتے ہیں عیاں، ہو کے نہاں، اور زیادہ

تُو پاس ہے پر قُرب کا احساس نہیں ہے

سُونا مجھے لگتا ہے مکاں، اور زیادہ

کھو کر تجھے ہم سانس تو لیتے رہے لیکن

ہر پل ہوا احساسِ زیاں، اور زیادہ

سیتے رہے کل بیٹھ کے اُدھڑی ہوئی یادیں

آنسو ہوئے آنکھوں سے رواں، اور زیادہ

احساسِ تشکر نے اُٹھانے نہ دیا سر

ہوتے گئے ہم سجدہ کناں، اور زیادہ

چُپ رہنے کا ارشاد، وہ کرتے ہیں جب عرشی

کھُلتی ہے اُسی وقت زباں، اور زیادہ

جھوٹی ماں

ماخوذ

ارشاد عرشی ملک

Arshimalik50@hotmail.com

ایک بچّہ ،ماں تھی جس کی مر چکی

باپ لایا اس کی خاطر ،ماں نئ

تانہ ہو، محسوس بچّے کو کمی

لوٹ آئے اس کے ہونٹوں پر ہنسی

ایک دن بچّے سے پوچھا باپ نے

ہاں۔۔بتا کیسی ہے تیری ماں نئ؟

تیری پہلی ماں سے اچھی یا بُری؟

سوچ میں پہلے تو بچّہ پڑ گیا

اور پھر یوں باپ سے کہنے لگا

پہلی ماں جھوٹی تھی، پر سچی ہے یہ

میرے بابا، بات کی پکی ہے یہ

میری پہلی ماں تو تھی جھوٹی بڑی

جب میں کرتا تھا شرارت، اُس گھڑی

مجھ سے ہو جاتی خفا

ڈانٹ کر کہتی سدا

آج میں کھانا نہیں دوں گی تجھے

رات بھر بھوکا ہی رکھوں گی تجھے

بھول جاتی تھی پھر اپنا ہی کہا

ڈھونڈتی پھرتی تھی مجھ کو جابجا

روُٹھتا تھا میں تو، لیتی تھی منا

ہاتھ منہ دھلوا کے گودی میں بٹھا

چوم کر دیتی تھی وہ کھانا کھلا

اب اگر کرتا ہوں میں کوئی خطا

مجھ سے ہوتی ہے نئی ماں بھی خفا

ڈانٹ کر کہتی ہے اُس ماں کی طرح
آج میں کھانا نہیں دوں گی تجھے
رات بھر بھوکا ہی رکھوں گی تجھے

یاد رکھتی ہے یہ پھر اپنا کہا
بات سے عرشی نہیں پھرتی ذرا

اس کی سچائی کے باعث، مجھ پہ کھانا "بین" ہے
پیٹ میرا بھوک سے بابا، بہت بے چین ہے

خدا سے ڈائیلاگ

ارشاد عرشی ملک

میرے اللہ۔۔۔آج بہت افسردہ ہوں، آزردہ ہوں

آپ سے کچھ باتیں کرنے کو دل کرتا ہے

کیا تھوڑا سا وقت ملے گا

خُدا۔۔۔ہاں ہاں بولو

میں۔۔۔حمد و ثناء تو پانچوں وقت ہی کرتی ہوں

آج مگر کچھ شکوئوں کو دل کرتا ہے

پہلے آپ اِک وعدہ کر لیں

ہر گز بھی ناراض نہ ہوں گے

خدا۔۔۔پکا وعدہ، میں ہر گز ناراض نہ ہوں گا

میں۔۔۔کل کا سارا دن کیوں اتنا مشکل تھا؟

جو بھی میرے ساتھ ہوا وہ ٹھیک نہیں تھا

خدا۔۔۔کیا مشکل تھی کھل کر بولو

میں۔۔۔کل صبح جب کالج جانے کو میں نکلی

میری گاڑی کیوں اسٹارٹ نہیں ہو پائی؟

یہ بے کار کی زحمت میرے حصے میں کس کارن آئی؟

خدا۔۔۔آگے بولو

میں۔۔۔کالج میں برگر منگوایا۔ کھانے کو تھی

چکن کا ٹکڑا ایک دم پھسلا، گر کر وہ مٹی میں لتھڑا

میں نے سوکھا برگر کھایا

خدا۔۔۔یہ بھی سچ ہے آگے بولو

میں۔۔۔گھر آئی تو فون بھی ڈیڈ تھا

دو گھنٹے تک ڈیڈ رہا وہ

خدا۔۔۔یہ بھی ٹھیک ہے آگے بولو

میں۔۔۔شام کو مجھ کو شاپنگ کرنے جانا تھا

لیکن میری دوست نے یہ کہلا بھیجا

کہ اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے

ساتھ نہیں وہ جا پائے گی

سر کے درد کی گولی کھا کر سو جائے گی

خدا۔۔۔اور بھی جو کہنا ہے کہہ دو

میں۔۔۔اے سی بھی میرے کمرے کا ٹھیک نہیں تھا

پنکھے ہی کی گرم ہوا میں رات گزاری

اِک ٹینشن ہے اب تک طاری

خدا۔۔۔اور بھی کوئی شکوہ ہے تو کہہ ڈالو

میں۔۔۔پہلے یہ گتھی سلجھائیں

کیا ہے میرا جُرم بتائیں

خدا۔۔۔اِک اِک کر کے ساری بات بتاتا ہوں

غور سے سُننا اور سمجھنا

رازِ دروں سمجھاتا ہوں

جس رستے سے تم نے کالج جانا تھا

اس رستے پر ایک شرابی اور آوارہ

ظالم غُنڈہ

اپنے باپ کی ہنڈا لے کر

عین اُس وقت پہ گھوم رہا تھا

وہ تمہاری گاڑی کو ہٹ کر سکتا تھا

میں۔۔۔اوہ

خدا۔۔۔ برگر میں وہ چکن کا ٹکڑا باسی اور مضرِ صحت تھا

اس کو کھانا ٹھیک نہیں تھا

میں۔۔۔اللہ اللہ

خدا۔۔۔فون پہ اِک بدمعاش تمہیں دھمکی دینے پر تُلا ہوا تھا

اور تمہاری ایک سہیلی، غیبت اور چُغلی کے موڈ میں

تم سے ڈھیروں باتیں کرنے کی خواہاں تھی

میں۔۔۔میری توبہ

خدا۔۔۔شاپنگ پر کل جانا بھی تمہارے حق میں اچھا نہ تھا

اُس بازار میں ایک دھماکہ ہونے کو تھا

ٹی وی کھولو۔۔۔خبریں دیکھو

میں۔۔۔اُف اُف

خدا۔۔۔اور تمہارے اے سی میں کچھ نقص تھا ایسا

''آن'' اگر وہ ہوتا تو

تمہارے سارے گھر کی بجلی بھک کر کے اُڑ جاتی

میں۔۔۔اللہ اللہ یہ مجھ کو معلوم نہیں تھا

خدا۔۔۔اور بھی کوئی شکوہ ہے تو کہہ ڈالو

میں۔۔۔میرے ربّ میں شرمندہ ہوں۔سوری سوری

خدا۔۔۔سوری سوری کو تم چھوڑو

شک وشبہے کے پھندے توڑو

مجھ پہ گر ایمان ہے عرشی

مجھ پہ بھروسہ کرنا سیکھو

میری جانب سے جو پائو

بُرا کہ اچھا،سب سہہ جائو

رشتوں کے گھنے پیڑ

ارشاد عرشی ملک

زندگی میں ہیں جس قدر رشتے

وہ تو پیڑوں کی مثل ہیں عرشی

منفرد ہیں خواص ہر اِک کے

منفرد ذائقہ ہے خوشبو ہے

پرسکوں بخش سب کا سایہ ہے

وقت نے خود انہیں اُگایا ہے

ادنٰی ادنٰی ضرورتوں کے لئے

اپنے سفاک مقصدوں کے لئے

اِن کی شاخوں، تنوں کو مت کاٹو

اپنے مطلب، مفاد کی خاطر

اِن کے پھولوں پھلوں کو مت چھانٹو

ورنہ جیون کے گرم موسم میں

کس کے سایے میں جا کے لیٹو گے

ٹیک کس سے لگا کے بیٹھو گے

"ماں چُپ رہو"

{اپنی مرحومہ ماں کے سامنے ایک بیٹی کا اعترافِ جُرم}

ارشاد عرشی ملک

ماں بُلاتی ہوں تجھے کب سے مری آواز، سُن

سسکیوں کی تال پر جو بج رہا ہے ساز، سُن

گو عیاں تجھ پر ہیں مجھ ناقص کے سارے راز، سُن

آج جب میری جواں بیٹی نے میرے ہاتھ کو

دفعتاً جھٹکا، اور اپنے پاؤں کو پٹخا
کہا پھر چیخ کر "ماں چُپ رہو"

اُس گھڑی سے چُپ ہوں
لگتا ہے زباں پتھرا گئی
درد اتنا ہے کہ گویا جاں حلق تک آگئی

دل میں آوازوں کا ہے محشر بپا
تیرے بِن کس سے کہوں یہ ماجرا
آج سمجھی ہوں ترا، دردِ نہاں
تیری آنکھوں کی نمی، خاموشیاں
تیری اپنے آپ سے سرگوشیاں

یاد ہیں اپنی سبھی من مانیاں

تیرے آگے دھونس اور نادانیاں

یاد آتے ہیں جھکے کاندھے ترے

یاد آتی ہے وہ چالِ ناتواں

یاد آتے ہیں ترے سجدے طویل

یاد آتی ہیں تری وہ سسکیاں

ماں گھڑی بھر کے لئے آمل مجھے

زخم سینے کے دکھانے ہیں تجھے

منہ چُھپا کر آج تیری گود میں

سب کے سب آنسو بہانے ہیں مجھے

کیسے پچھتاوں کو عرشی کم کروں

اعترافِ جُرم یا ماتم کروں

ماں کتنی بھولی اور پیاری ہوتی ہے

ارشاد عرشی ملک

ماں کتنی بھولی اور پیاری ہوتی ہے

وہ بچوں سے کہتی ہے

میری ایک نصیحت مانو

گر تم چاہو

پھر بچّے چاہیں نہ چاہیں

وہ منوا کے رہتی ہے

ماں کتنی بھولی اور پیاری ہوتی ہے

وہ بچوں سے کہتی ہے

تم میری اِک بات تو سُن لو

گر تم چاہو

پھر بچے چاہیں نہ چاہیں

بات سُنا کر رہتی ہے

ماں کتنی بھولی اور پیاری ہوتی ہے

وہ بچوں سے کہتی ہے

چھوٹا سا اِک کام تو کر دو

گر تم چاہو

پھر بچّے چاہیں نہ چاہیں

وہ کروا کے رہتی ہے

ماں کتنی بھولی اور پیاری ہوتی ہے

مجھے دے دو

ارشاد عرشی ملک

عطا ہو سوچ کی وُسعت، غزل خوانی، مجھے دے دو
مرا کھویا ہوا تختِ سُلیمانی، مجھے دے دو

تمہارا کچھ نہ بگڑے گا ذرا سی دل نوازی سے
رُخِ روشن کی اِک لمحے کی تابانی، مجھے دے دو

مبارک ہو تمہیں یہ عیش و عشرت کی فراوانی
فقط اِک دردِ بے پایاں کی ارزانی، مجھے دے دو

متاعِ لذتِ غم میں کمی بھاتی نہیں دل کو
لگے ہیں زخم پھر بھرنے، نمک دانی، مجھے دے دو

بھٹکنے کی مجھے عادت ہے تنہائی کے صحرا میں
تمہیں رونق مبارک ہو، یہ ویرانی، مجھے دے دو

تمہاری قید میں برسوں سے ہے میرا دلِ وحشی
نہیں ہے کام کا تو اب یہ زندانی، مجھے دے دو

سرِ تسلیم خم میرا تمہارے حکم کے آگے
بنو تم عقلِ کل الزامِ نادانی، مجھے دے دو

بِنا دستک دیئے تم پر کُھلے ہر ایک دروازہ
ملیں آسائشیں، یہ تنگ دامانی، مجھے دے دو

نہیں ہمت کسی غم کی، نظر بھر کر تمہیں دیکھے
کرم مجھ پر کرو، اس دل کی دربانی، مجھے دے دو

تمہاری آنکھ میں آنسو نہ دیکھوں، میں ندامت کے
تمہاری خیر ہو، رنجِ پشیمانی، مجھے دے دو

ہمیشہ تم رہو ہنستے، بھلے مجھ پر ہنسو پیارے
ذرا سا حوصلہ اور خندہ پیشانی، مجھے دے دو
مرے دل کو بھی خواہش ہے تمہارے حوصلے دیکھے

ذرا سی دیر کو مشقِ ستم رانی، مجھے دے دو

مرے بے کس شکستہ دل سے تم کھیلا کئے برسوں
دبا رکھی ہے تم نے شئے جو بیگانی، مجھے دے دو

میں بحرِ غم کے پھیلاو میں اِک ویراں جزیرہ ہوں
کوئی والی نہیں اِس کا، یہ سلطانی، مجھے دے دو

ہزاروں گھاو ہیں بے مہریِ دُنیا کے اس دل پر
بہت دل تنگ ہے مولا، اب آسانی، مجھے دے دو

شکستِ ذات نے عرشی بہت خودسر کیا مجھ کو
متاعِ بندگی بخشو، ثناء خوانی، مجھے دے دو

ایک مرد کی سوچ

ارشاد عرشی ملک

ہاسپٹل کے بستر پر وہ آنکھیں موندھے لیٹا تھا

تھکی ہوئی کمزور سی بیوی، اُس کے پاوں داب رہی تھی

اُس کے اِک ہنکارے پر

وہ دوڑ کے چائے کا کپ لائی، شوہر کی گردن سہلائی

اِس آہٹ اور لمس کو پا کر شوہر نے پھر آنکھیں کھولیں

دُور کہیں ماضی میں دیکھا

دھیمے سے لہجے میں بولا

مشُکل وقت میں جب سایہ بھی ساتھ نہیں تھا

تم نے میرا ساتھ نہ چھوڑا

کالے اور گھمبیر دنوں میں تم ہی میرے ساتھ رہی ہو

کاروبار کے ٹھپ ہونے کے وقت بھی تم ہمراہ تھیں میرے

جب میں سیڑھی سے لڑھکا تھا

تم نے میرا بازو تھاما

کار مری جب برف پہ پھسلی، میری دونوں ٹانگیں ٹوٹیں

روز و شب تم پاس تھیں میرے

میری صحت، دولت، شہرت، ہر شے نے جب چھوڑا مجھ کو

تب بھی تم نے ساتھ نہ چھوڑا

قرب سے میرے منہ نہ موڑا

چاہت کا ناطہ نہ توڑا

جب میں قید ہوا تو تب بھی، تم ہر ہفتے ملنے آئیں

سگرٹ اور بریانی لائیں

شائد تم یہ جان نہ پاو

میں تمہارے بارے میں کیا سوچ رہا ہوں

جی کرتا ہے، آج بتا دوں

بیوی خوش ہو کر مسکائی، پھر شرمائی

اُس کے گالوں پر تھوڑی سُرخی لہرائی

اس نے سوچا

ثابت قدمی اور ریاضت جیون بھر کی

اب کام آئی

نظر جُھکا کر دبے دبے لہجے میں بولی

جی جی کہیے؟

اور وہ ٹھنڈے برفانی لہجے میں بولا

آخر میں نے جان لیا ہے

برسوں ساتھ نبھا کر یہ پہچان لیا ہے

میری ساری تیرہ بختی، ناکامی کی وجہ تم ہو

کیونکہ تم منحوس بہت ہو

غلط

ارشاد عرشی ملک

ہم نے مانا دل میں آجاتے ہیں کچھ ارماں غلط

آپ کا اُن کو کُچل دینے کا ہے فرماں غلط

ہم کو تو اقرار ہے بے شک گنہگاروں میں ہیں

آپ کا بھی زعم، بابت پاکیِ داماں غلط

رت جگوں کی اب نہ طاقت ہے نہ فرصت نہ دماغ

کھٹکھٹایا تو نے دروازہ، غمِ جاناں غلط

کچھ تو ہو گی بات جو ہر بار دُھتکارے گئے

ہو نہیں سکتا ہے ہر گز آپ کا درباں غلط

شکوہِ بے مہریِ اہلِ سُخن بے کار ہے

کیا پڑھے تحریر کوئی، دیکھ کر عنواں غلط

گو مہارت ہے مسّلم تیری، پر کہنے تو دے

چارہ گر تُو نے کیا اس درد کا درماں غلط

بات کیا ان سر پھرے، آشفتہ سر لوگوں سے ہو

کُفر جن کو ٹھیک لگتا ہے، مگر ایماں غلط

کس طرح تیری بصارت پر کروں میں اعتماد

تو نے جو منظر بھی دیکھا دیدۂ حیراں، غلط

وقت خود کر دے گا ساری کشمکش کا فیصلہ
اُس کی تاویلیں غلط ہیں یا مرا وجداں غلط

آپ چاہیں تو ملیں، اور گر نہ چاہیں نہ ملیں
ہم فقیروں سے نہ لیکن باندھیے پیماں غلط

فرق ہیرے اور کنکر میں نہ کر پائے جو آنکھ
اُس کے آگے خواہشِ گریہ، دلِ ناداں غلط

میری کوئی بھی ادا عرشی اُسے بھائی نہیں
اُس کی نظروں میں سما جانے کا ہے اِمکاں غلط

ہرگز نہ آئے باز

ارشاد عرشی ملک

وہ جبر واختیار سے ہرگز نہ آئے باز
ہم عجز وانکسار سے ہرگز نہ آئے باز

زخموں سے چُور چُور دلِ ناصبور ہے
پر غم کے کاروبار سے ہرگز نہ آئے باز

کہتا رہا دماغ کہ وعدہ شکن ہے وہ
دل ہے کہ اعتبار سے ہرگز نہ آئے باز

اُس نے کہا بھی بارہا، کر دُور ہٹ کے بات
ہم تھے مگر گنوار سے، ہرگز نہ آئے باز

ہم کو تو فکرِ عشق نے سب کچھ بُھلا دیا
وہ فکرِ کاروبار سے ہر گز نہ آئے باز

پت جھڑ کے موسموں میں بھی بکھری نہیں اُمید
ہم خواہشِ بہار سے ہر گز نہ آئے باز

کم ظرف تھے سو بیٹھ کے بھی اُن کے رُو برو
زخموں کے ہم شمار سے ہر گز نہ آئے باز

ہم سادہ لوح لوگوں کا نہ بچپنا گیا
اس عمُر میں بھی پیار سے ہر گز نہ آئے باز

عرشی ہمیں خبر تھی کہ وہ شہر میں نہیں
لیکن ہم انتظار سے ہر گز نہ آئے باز

کیا کرتے

ارشاد عرشی ملک

تُم سے قول و قرار کیا کرتے
عمر کا اعتبار کیا کرتے
زخم تھے بے شمار کیا کرتے
ایک دو غم گُسار کیا کرتے
مانگ سکتے نہ چھین سکتے تھے
ہم تھے اہلِ وقار کیا کرتے
اُن کے لہجے میں سرد مہری تھی
التجاء بار بار کیا کرتے
اُن کے قدموں میں رکھ دیا سر کو
اور اب انکسار کیا کرتے
اختیار ان کو سونپ کر سارا
ہم تھے بے اختیار کیا کرتے

آپ آندھی تھے آپ طوفاں تھے
ہم تھے مُشتِ غُبار کیا کرتے

یک رنگی بوجھ تھی طبیعت پر
اِک خطا بار بار کیا کرتے

عشق میں بھی جو لوگ تھے محتاط
زیست دیوانہ وار کیا کرتے

فُرقتوں میں جو دن کٹے اُن کو
زندگی میں شُمار کیا کرتے

دفعتاً تھا عذاب نے گھیرا
لوگ چیخ و پکار کیا کرتے

اُن کے لہجے میں بھی ندامت تھی
ہم بھی تھے شرم سار کیا کرتے

ہم بھی جلدی میں تھے ہمیشہ سے
آپ کا انتظار کیا کرتے

یاد کرتے رہے مکینوں کو
اور اُجڑے دیار کیا کرتے

دل کے سودے تو نقد ہوتے ہیں
ہم یہاں بھی اُدھار کیا کرتے

اپنے گننے کو زخم کافی تھے

ہم ستارے شُمار کیا کرتے

محفلِ علم و فکر و دانش میں
ہم سے جاہل، گنوار کیا کرتے

دیکھنے والے ہو گئے رُخصت
ہم بناو سنگھار کیا کرتے

ہم جو ہوتے نہ ناز اُٹھانے کو
آپ سے شہریار کیا کرتے

ہم کو گھاٹا ہی راس آتا ہے
عشق میں کاروبار کیا کرتے

وہ گلے آ لگے خزاوں میں
آرزوئے بہار کیا کرتے

خود پرستی شعار تھا اُن کا
وہ بھلا ہم سے پیار کیا کرتے

آپ بیتی سُنائے جاتے ہیں
اور اُجڑے دیار کیا کرتے

دل کے دُکھنے پہ بھی نہ ہم روتے
یوں اگر زار زار کیا کرتے

کون بیٹھا تھا منتظر اپنا
جا کے دریا کے پار کیا کرتے

ہنستے ہنستے نکل پڑے آنسو
چشم و دل تھے فگار کیا کرتے

تھے گلابوں کے تو سبھی گاہک
خار پھرتے تھے خوار ، کیا کرتے

یہ گواہی ہے اُن کے ہونے کی
گر نہ چُبھتے تو خار کیا کرتے

بے حجاب آ گئے وہ محفل میں
آج پرہیز گار کیا کرتے

کام جو کر گئے ہیں دیوانے
وہ ترے ہوشیار کیا کرتے

بزمِ اہلِ غرور میں پیارے
ہم سے طاعت گزار کیا کرتے

نہ گئیں شعلہ باریاں اُن کی
ہم کہ تھے خاکسار کیا کرتے

ہم نے روکا نہیں کھلے بندوں
تھے ذرا وضع دار کیا کرتے

تیری چوکھٹ پہ گر نہ آ گرتے
ہم غریب الدیار کیا کرتے

شعر گوئی شعار ہے اپنا

اور کوئی شعار کیا کرتے

ختم کرتے ہیں یہ غزل جبراً

اور اب اختصار کیا کرتے

ایک چھوٹی سی بات کو عرشی

اپنے سر پر سوار کیا کرتے

اُس بے وفا سے ہم کو بُلایا نہ جائے گا

ارشاد عرشی ملک

اُس بے وفا سے ہم کو بُلایا نہ جائے گا

اور ہم سے بِن بُلائے تو جایا نہ جائے گا

اُن کو تو مشقِ ناز کی عادت ہے سو کریں

ہم سے کسی کو زخم لگایا نہ جائے گا

شعروں میں ہم سُنائیں گے حالِ دلِ تباہ

قصّہ بشکلِ نثر، سُنایا نہ جائے گا

جس کی طلب میں جان و جگر خاک ہو گئے

اُس کو ہنسی ہنسی میں گنوایا نہ جائے گا

دُنیا کا عشق سب کی رگوں میں رچا ہوا

دنیا کو ٹھوکروں میں اُڑایا نہ جائے گا

ہر آستیں میں دُنیوی لذت کے ہیں صنم

یہ ایسا بُت کدہ ہے جو ڈھایا نہ جائے گا

کل رات بندھ گیا تھا سماں اتفاق سے

ہر بار ہم سے رنگ جمایا نہ جائے گا

جائے گی گر تو جان ہی جائے گی آخرش

دل سے تمہاری یاد کا سایہ نہ جائے گا

یہ ہاتھ اب ملے تو ملے رسم و راہ سے

وہ یار اب گلے سے لگایا نہ جائے گا

حالِ دلِ رقیب وہ گر دیکھتے رہے

پھر ہم سے اپنا حال دکھایا نہ جائے گا

ہاں اُس کے لُطفِ عام کی ہم کو طلب نہیں

اور لُطفِ خاص ہم پہ لُٹایا نہ جائے گا

بدنام ہو کے دیکھئے، شائد ہو کار گر

اتنا سہل تو نام کمایا نہ جائے گا

کر نیکیوں کو یاد کہ منہ پر سے غار کے

پتھر گر آپڑا، تو ہٹایا نہ جائے گا

چارہ گری کے نام پہ کھایا کیئے فریب

اب زخمِ دل کسی کو دِکھایا نہ جائے گا

اے نا سمجھ یہ موم کی سیڑھی ہٹا بھی لے

پُھونکوں سے آفتاب بُجھایا نہ جائے گا

عرشی دعا سلام سے بھی تھک چکے ہیں ہم

اب شوقِ راہ و رسم نبھایا نہ جائے گا

پھولوں سے تتلیوں کو اُڑایا نہ جائے گا

ارشاد عرشی ملک

پھُولوں سے تتلیوں کو اُڑایا نہ جائے گا

بھنوروں کو بھی چمن سے بھگایا نہ جائے گا

زیرِ نقاب خود کو چھُپایا نہ جائے گا

اب اور دل جلوں کو ستایا نہ جائے گا

محفل میں ان کی آج ہوا ہے یہ فیصلہ

رُوٹھے ہوں کو اب کے منایا نہ جائے گا

کیاان سے بزمِ غیر میں ہم حالِ دل کہیں
غیروں کو خود پہ ہم سے ہنسایا نہ جائے گا

آجائے گی کبھی نہ کبھی زخمِ دل کو نیند
تاعمر رَت جگا تو منایا نہ جائے گا

بچ بچ کہ اُس کی یاد سے گذرا ہے دل مرا
یہ درد جاگ اُٹھا تو سُلایا نہ جائے گا

مانا ہر ایک شخص بکا وہے آج کل
چہرے پہ ہم سے نرخ سجایا نہ جائے گا

میلہ ضرور دیکھ، پہ کھیسے پہ رکھ نظر
جو مال لُٹ گیا وہ کمایا نہ جائے گا

گر روکنا ہے روک لے قدموں میں گر کے تُو
جاتے ہوؤں سے لوٹ کے آیا نہ جائے گا

جاری رہیں گر آپ کی بے اعتنائیاں
پھر ہم سے اپنا حال دِکھایا نہ جائے گا

کب تک سُنیں گے آپ کی ہم لن ترانیاں
ہر روز ہم سے طُور پہ آیا نہ جائے گا

پیشانی پہ لکھی ہیں سبھی پیش آنیاں
یہ نقش کوششوں سے مٹایا نہ جائے گا

کندن بنے گا کس طرح سونا بتایئے
بھٹی میں جب تلک یہ تپایا نہ جائے گا

دل کے لئے بھی نُسخۂ اکسیر ہے یہی
سو دل کو ٹھوکروں سے بچایا نہ جائے گا

عرشی مجھے پسند نہیں پانیوں کی موت
اس بار سیلِ اشک بہایا نہ جائے گا

جس جگہ پر جا لگی وہی کنارہ ہو گیا

ارشاد عرشی ملک

آپ کی قُربت میں دل یوں، پارہ پارہ ہو گیا

ہجر کا موسم بھی اب ہنس کر گوارا ہو گیا

زندگی کے ذائقے برسوں میں کھلتے ہیں کہیں

چکھتے چکھتے بے مزہ اب دل ہمارا ہو گیا

آ گئی ماتھے پہ اُس کے، دفعتاً دل کی شکن

جو بھرا تھا دل میں کینہ آشکارہ ہو گیا

اُس نے رسماً حال پوچھا اور ہم یوں جی اُٹھے

ڈوبتے کو جیسے تنکے کا سہارا ہو گیا

میرے چہرے پر لکھا ہے کیا، کبھی پڑھتا نہیں
بس یہی کہتا ہے، تُو پچھلا شُمارہ ہو گیا

زندگی کی ناو تھی، بے سمت بہتی جا رہی
جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارہ ہو گیا

اُن کو بُلوایا تھا جب ہم تھے مریضِ جاں بلب
قبر پر آئے ہیں وہ، جب کام سارا ہو گیا

آج کل بھی اُس کو مجنوں ہی کہا کرتے ہیں لوگ

مبتلائے عشق جو شامت کا مارا ہو گیا

تجھ سے جب بچھڑے تو یوں لگتا تھا جی نہ پائیں گے

اور اب تجھ سے بھی بڑھ کر کوئی پیارا ہو گیا

ہر گھڑی مت چھیڑ ناداں قصہ سود و زیاں

مت کہا کر، عشق میں مجھ کو خسارہ ہو گیا

ہم نے اپنی جنگ تنہا ہی لڑی ہے عمر بھر

ہوتے ہوتے صبر کا اس دل کو یارا ہو گیا

رنگ جُوں پھولوں کا تتلی کے پروں پر آگیا
دردِ دل چہرے سے میرے آشکارہ ہو گیا

دل تمہارا قُرب پا کر کھل اُٹھا کچھ اس طرح
جس طرح بچّے کے ہاتھوں میں غبارہ ہو گیا

بر سرِ پیکار تھے جب ہم، تو وہ غائب رہا
سج گئی مسند، تو آ کر جلوہ آرا ہو گیا

دل ہمارا بُجھ نہ جائے قربتوں کی آنچ سے
فُرقتوں میں تو بہر صورت گزارہ ہو گیا

تم تو یوں بیٹھے ہو جیسے لوٹ کر جانا نہیں
کیا کرو گے، کُوچ کا گر کل اشارہ ہو گیا

چرب گُفتاری کے ہم ماہر نہ تھے سو دب گئے
اُس کی جانب ایک پل میں شہر سارا ہو گیا

جب تلک میں چُپ رہا کرتا رہا وہ اعتبار
جب وضاحت میں پڑا، بے اعتبارا ہو گیا

واپسی کی فکر کر، جلدی بکھیڑوں کو سمیٹ
بس بھی کر عرشی بہت اس جا پسارا ہو گیا

رہ جائے گا

ارشاد عرشی ملک

میری قسمت میں یہ دردِلا دوارہ جائے گا

تیرے ہونٹوں پر ترااذنِ شفارہ جائے گا

آگیا جس دن بُلاوا، سب دھرارہ جائے گا

یونہی بے مقصد اُٹھا دستِ دعا، رہ جائے گا

موند کر آنکھیں جو سوئیں گے تو جاگیں گے نہیں

ایک دن یہ بولتا بُت، بے صدا رہ جائے گا

اور مت کر بے رُخی، بس چھوڑ کافی ہو چُکا

یاد رکھ ورنہ مجھے تو ڈھونڈتا رہ جائے گا

جانے کب تک ساتھ دے گی تیرے وعدے کی مٹھاس

جانے کب تک کھٹ مٹھا یہ ذائقہ رہ جائے گا

مت کیا کر ہر گھڑی یوں چھوڑ کر جانے کی بات

تُو گیا تو بول میرے پاس کیا رہ جائے گا

ایک اِک کر کے سبھی فانوس بجھتے جائیں گے

اور تاریکی سے لڑنے کو دیا رہ جائے گا

چھوڑ کر جاتے ہو اور کہتے ہو اچھا خوش رہو

کیسے پانی سے بھرا، تڑِکا گھڑا رہ جائے گا

ختم نہ ہو پائے گی، اُس بے وفا کی پیش و پس
طاقچے پر وقت کے وعدہ پڑا رہ جائے گا

بزم سے بِن معذرت اُٹھ جائے گا وہ دفعتاً
میرے ہونٹوں پر ادھورا ماجرا، رہ جائے گا

شہر بھر کی اُنگلیاں اُٹھیں گی میری ہی طرف
وہ جھٹک کر اپنا دامن، بے خطا رہ جائے گا

رفتہ رفتہ زخم جو تن پر لگے، بھر جائیں گے
گھاؤ جو من پر لگا، بے شک ہرا رہ جائے گا

مجھ کو ہر الزام دے کر آپ تو سو جائیں گے

میری آنکھوں میں سدا کارت جگا، رہ جائے گا

دیکھ مت رستہ بدل، یوں بیچ میں منجدھار کے

جو کنارے جا لگا، اُس کو گلہ، رہ جائے گا

ہو نہ پائے گا مکمل یہ من و تُو کا ملن

من اگر مل بھی گئے تو فاصلہ رہ جائے گا

تُو چُھڑا کر ہاتھ اک دن دفعتاً کھو جائے گا

اور میری جیب میں تیرا پتہ رہ جائے گا

قتل بھی کر دے گا اور احسان بھی رکھے گا وہ

میرے ہاتھوں میں مرا ہی خوں بہا رہ جائے گا

جانے والوں کو بُلائیں گے کئی رستے نئے

اس کا کیا ہو گا جو کھڑکی میں کھڑا رہ جائے گا

اُن کے ہونے سے بھی بھر پایا نہیں ہے آج تک

وہ جو کہتے ہیں مرے پیچھے خلا رہ جائے گا

ایک دن اس دور کی صف بھی لپیٹی جائے گی

ہاں مگر باقی فقط نامِ خدا رہ جائے گا

تلخ باتوں کے نہ کنکر بے ارادہ پھینکیے

بال گر شیشے میں عرشی آگیا، رہ جائے گا

میں اور میرے دادا جی

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد

arshimalik50@hotmail.com

دادا جی کی انگلی تھامے جب میں سیر کو جاتا ہوں

کیا بتلاوں پاپا جی میں کتنا لُطف اُٹھاتا ہوں

اپنے ننھے یاروں سے جب میں اُن کو ملواتا ہوں

دل ہی دل میں خوش ہوتا ہوں، میں خود پر اِتراتا ہوں

چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھا کر دادا جی جب چلتے ہیں

آہستہ آہستہ چلتے اپنے جیسے لگتے ہیں

اُن سے اکثر ہاتھ چُھڑا کر میں پیچھے رہ جاتا ہوں

سارے رستے شوخی کر کے ان کو خوب ستاتا ہوں

وہ فوراً ہی رُک جاتے ہیں، مڑ کر مجھ کو تکتے ہیں

پھر اپنی بانہیں پھیلا کر دھیرے دھیرے ہنستے ہیں

اُن سے جو بھی پوچھو اُس پر نہ چڑتے، نہ تھکتے ہیں

ٹی وی اور اخبار کو چھوڑ کے میری باتیں سُنتے ہیں

میٹھی سونف میری جیبوں میں چپکے سے رکھ دیتے ہیں
جو بھی ان کو رکھنے کو دوں چاہت سے رکھ لیتے ہیں

میں ان کی تسبیح پہ اپنی گنتی گنتا رہتا ہوں
آپ کو گنتی آتی ہے؟ پھر دادا جی سے کہتا ہوں

اُن کے ساتھ میں خود کو کتنا اہم اہم سا لگتا ہوں
میں چھوٹا سا ہوں پر خود کو نو، دس فُٹ کا لگتا ہوں

وہ کہتے ہیں میرے جیسا جگ میں کوئی اور نہیں

کُشتی میں یوں ہر جاتے ہیں جیسے ان میں زور نہیں

اپنے دادا جی کو اپنے سب دُکھ درد بتاتا ہوں

ممی پاپا کو بھی ڈانٹیں اُن سے ہی پڑواتا ہوں

وہ ہفتے کو شام ڈھلے بازار مجھے لے جاتے ہیں

میں چیزوں کو تکتا ہوں وہ مجھ کو تکتے جاتے ہیں

میری آنکھوں کی ہر خواہش بِن عینک پڑھ لیتے ہیں

بِن مانگے وہ عرشیؔ ڈھیروں چیزیں لے کر دیتے ہیں

چاروں موسم

ارشاد عرشی ملک

موسمِ خزاں

پت جھڑ مجھے کہو، یا کہو موسمِ خزاں
چہرہ ہے میرا زرد، اُداسی مری عیاں
گو شاعروں نے مجھ کو کہا ہے بُرا بھلا
مجھ میں ہیں پر خُدا کی بہت حکمتیں نہاں

موسمِ بہار

میں ہوں بہار، آپ کو پہنچے مرا سلام

دو تین ماہ کا ہے، مرا مختصر قیام

ہر پھول پات، دم سے مرے لہلہا اُٹھا

کرتا ہے مجھ سے پیار، کوئی خاص ہو کے عام

موسمِ گرما

آتا ہوں میں تو کرتے ہیں سب لوگ ہائے ہائے

کوئی نہائے ہر گھڑی، پنکھا کوئی چلائے

تحفے میں اپنے ساتھ، میں لایا ہوں آم بھی

شائد اسی سبب، مرا آنا کسی کو بھائے

موسمِ سرما

پیغام میرا ٹھنڈی ہوا نے تمہیں دیا

میرا تھا انتظار چلو میں بھی آگیا

ٹھٹھرو نہ، شال، کوٹ، سویٹر نکال لو

میوے منگاؤ خشک، اُٹھاؤ مزا مزا

سبزیوں اور پھلوں کی محفلِ مشاعرہ

ارشاد عرشی ملک

Arshimalik50@hotmail.com

بھنڈی

تعارف ہے میرا پیارو کہ بھنڈی ہوں، ہری ہوں میں

اگرچہ سر سے لے کر پاؤں تک، بیجوں بھری ہوں میں

بہت سے لوگ میری لیس سے نفرت بھی کرتے ہیں

مگر اِک بار جب چکھ لیں، تو پھر کھانے کو مرتے ہیں

ٹماٹر

ٹماٹر ہوں ہر اِک سالن کی گویا جان ہوں لوگو

میں فخرِ سبزیاں، ترکاریوں کا مان ہوں لوگو

بہت ہی منفرد ہوں میں کہ سبزی بھی ہوں اور پھل بھی

مجھے کھانا تو تم کو لازماً ہے، آج بھی، کل بھی

آلو

ارے مجھ سے بھی کر لو بات، میرا نام آلو ہے

کوئی مجھ سے اگر بِد کے، وہ آلو کا کچالو ہے

بڑے بھی مجھ کو کھاتے ہیں، یہ بچوں کا پسندیدہ

بشکلِ چپس تو سارا جہاں ہے میرا گرویدہ

مُولی

میں مولی ہوں نہ پوچھو مجھ سے میرا ذائقہ کیا ہے

ذرا کڑوی ہوں تو اس میں بھلا میری خطا کیا ہے

ڈکاروں سے نہ تم ڈرنا مری، مجھ کو بھی کھالینا

اگر چاہو تو بعد اس کے، ذرا سا گڑ چبالینا

گاجر

میں گاجر ہوں ذرا میرا لباسِ لال تو دیکھو
مری ناز و ادا دیکھو، نشیلی چال تو دیکھو
یہ گجریلا بھی نوشِ جاں کرو، حلوے کو بھی چکھو
جو کھاتے ہیں مجھے، ان کے گلابی گال بھی دیکھو

پالک اور ساگ

افسوس مجھ سے کوئی بھی کرتا نہیں ہے بات
تحقیر میری کرتے ہیں کہتے ہیں ساگ پات
فولاد کا ذخیرہ ہے مجھ میں چُھپا ہوا

شئے ہوں بہت مفید، گو چھوٹی ہے میری ذات

شلغم

شلغم ہوں میں، نہ دیکھئے یوں مجھ کو خار سے

کچھ لوگ، گو نگلُو مجھے کہتے ہیں پیار سے

سالم مجھے پکائیے، ہمراہ گوشت کے

شب دیگ ہوں میں کھائیے، مجھ کو دُلار سے

گوبھی

میری طرف بھی دیکھئے، گو بھی کا میں ہوں پھول

سب پھول اس جہاں کے نظروں میں میری دھول

رنگت مری سفید ہے ڈنٹھل ہرے ہرے

تحفے میں مجھ کو کیوں کوئی کرتا نہیں قبول؟؟

ہری مرچ

مرچ ہوں مت آؤ میرے پاس بھی

ورنہ تم کرنے لگو گے، سی سی سی

ہوں تو چھوٹی سی بہت تیکھی ہوں پر
مجھ سے بچّوں کو بہت لگتا ہے ڈر

انگور

انگور ہوں، میں لال بھی ہوں اور ہرا بھی ہوں
لذت سے سر سے پاوں تلک میں بھرا بھی ہوں
آئے نہ گر یقین، مجھے چکھ کے دیکھ لو
سچّا ہوں اپنی بات کا، بندہ کھرا بھی ہوں

انار

چکھ لیجئے مجھے بھی مرا نام ہے انار

چہرے پہ مجھ کو کھانے سے آ جائے گا نکھار

ہیں موتیوں کی طرح سے دانے جڑے ہوئے

میں ہوں خدائے پاک کی قدرت کا شاہکار

آم

اور میں ہوں آم سارے پھلوں کا ہوں بادشاہ

میری طلب ہے سب کو وہ بچّہ ہو یا بڑا

صحت تو میری ٹھیک ہے، رنگت ہے زرد سی

جو بھی ہو میری شکل، مزہ مجھ میں ہے بھرا

سیب

مقدر کا سکندر رہوں مجھے سب سیب کہتے ہیں

مجھے "چک" مارنے کو، دانت سب کے تیز رہتے ہیں

میں اپنے چاہنے والوں کے دل مسرور کرتا ہوں

مجھے جو کھائے اُس سے ڈاکٹر کو دُور کرتا ہوں

کیلا

میں کیلا ہوں، مری شرکت بھی محفل میں ضروری ہے

پھلوں کی ٹوکری میرے بِنا کتنی ادھوری ہے

بہت پوٹاشیم اور کیلشیم موجود ہے مجھ میں

مجھے کھانے سے گر بھاگے، نہیں ہے عقل پھر تجھ میں

پھولوں کی محفلِ مشاعرہ

ارشاد عرشی ملک

سب پھولوں کا قول

ہم سب کو انسان کی خاطر، رب نے خوب بنایا
بن مانگے خوشبو دینی ہے، یہ نُکتہ سمجھایا
اپنے اور پرائے میں کچھ فرق نہیں ہم کرتے
جگ کو مہکانے کی خاطر، عرشی جیتے، مرتے

گلاب

پھولوں کا بادشاہ

میں پھول ہوں گلاب کا، میں ہوں سدا بہار

پہلو میں اپنے رکھتا ہوں کچھ تیز دھار، خار

ہر رنگ میرا رنگ ہے، قسمیں ہیں بے شمار

میں جان ہوں چمن کی، تو گلشن کا ہوں سنگھار

بدذوق ہے وہ شخص، جو مجھ سے کرے نہ پیار

حیرت سے یوں نہ دیکھ، مری جا نظر اُتار

کہتا ہے سب جہاں مجھے پھولوں کا بادشاہ

گنواوں کیا کہ خوبیاں مجھ میں ہیں بے پناہ

کنول

میں ہوں کنول کا پھول، مجھے کیجئے معاف

کیچڑ میں گو اگا ہوں، پہ رہتا ہوں پاک صاف

خُو میری عاجزی ہے بہت سادہ دل ہوں میں
عادت نہیں کہ ماروں یونہی لاف اور گزاف

موتیا

میں موتیا ہوں، باغ میں مجھ کو لگائیے
ہاروں میں مجھ کو گوندھیے، گجرے بنائیے
کیسی مہک ہے میری بھلا منہ سے کیا کہوں
خود سونگھیئے، میں کس لئے مٹھو میاں بنوں

نرگس Nargis

نرگس کا پھول ہوں، مری قسمت ہے انتظار
جھپکی نہ میں نے آنکھ بھی برسوں میں ایک بار
تحفے میں گر ملوں، تو مجھے کیجئے قبول

ٹھکرا دیا جو آپ نے، ہو جاؤں گا ملول

سورج مکھی

میں سورج مُکھی ہوں، میں سورج مُکھی ہوں
جہاں بھی اُگی ہوں، وہیں پر سکھُی ہوں
میں سورج کی جانب ہی تکتی رہوں گی
میں اپنا ہر اِک راز اُس سے کہوں گی

چنبیلی

نازک سی اِک بیل ہوں، جس کو کہتے ہیں چنبیلی
میری خوشبو سونگھ ذرا، گر تُو ہے مری سہیلی
پیلی رنگت میں بھی میرا جلوہ ہے انمول
سب باتیں میں خود ہی بولوں؟ تُو بھی تو کچھ بول

رات کی رانی

میں، خوشبو کا ایک سمندر، راتوں کی ہوں رانی

نانی جان سے سُننا جا کر میری رام کہانی

دن بھر سوئی رہتی ہوں اور راتوں کو میں جاگوں

جو میری خوشبو سے بھاگے، میں بھی اس سے بھاگوں

دن کا راجہ

تو راتوں کی رانی ہے تو میں ہوں دن کا راجہ

دنیا کو مہکائیں مل کر، آجا، آجا، آجا

دن بھر اپنی خوشبو بانٹوں، شام تلک تھک جاوں

رانی بیگم کام سنبھالو، تاکہ میں سو جاوں

تو نیند آجائے گی

ارشاد عرشی ملک

بے زبانی جب زباں ہو گی تو نیند آجائے گی
ختم جب یہ داستاں ہو گی تو نیند آجائے گی

چین لینے ہی نہیں دیتی ہمیں ناراضگی
وہ نظر جب مہرباں ہو گی تو نیند آجائے گی

سب دریچے بند ہیں پر شور تھمتا ہی نہیں
بند جب دل کی فغاں ہو گی تو نیند آجائے گی

دُوریوں کی دھوپ دن بھر اور شب کے رت جگے
اُس کی قربت سائباں ہو گی تو نیند آجائے گی

ہے گماں دل کو کہ اس کے پاس ہے غم کا علاج

یہ غلط فہمی دُھواں ہو گی تو نیند آ جائے گی

ہم ہیں سُولی پر ٹنگے، کب سے اُمید و یاس کی
اُن کی جانب سے جو ہاں ہو گی تو نیند آ جائے گی

رات دن بے چین رکھتا ہے نہ لکھ سکنے کا دُکھ
یہ طبیعت جب رواں ہو گی تو نیند آ جائے گی

بارشِ سنگِ ملامت میں ہے ناوِ عمر کی
اُن کی پُرسش بادباں ہو گی تو نیند آ جائے گی

کل کی طرح آج شب بھی جاگتے کٹ جائے گی
ہاں فجّر کی جب اذاں ہو گی تو نیند آ جائے گی

ولولے عرشی جگا دیتی ہے یہ فصلِ بہار
صحنِ دل میں جب خزاں ہو گی تو نیند آ جائے گی

عجیب فرق

ارشاد عرشی ملک

محفلِ علم وادب ہو
یا کہ مجلس دین کی
حال امریکہ کا ہو
کہ کیفیت ہو چین کی
بات مختاراں کی ہو عرشی
کہ جیکولین کی
ایک سی لیکن حقیقت
ایک ہی دُھن بینِ کی

مرد جب اُٹھتا ہے

کوئی بات کہنے کے لئے

لوگ اُسے سُنتے ہیں پہلے

دیکھتے ہیں بعد میں

اور جب عورت اُٹھے

کچھ بات کرنے کے لئے

دیکھنے لگتے ہیں اُس کو غور سے

دیکھتے رہتے ہیں اُس کو غور سے

خوبصورت ہو تو پھر سُنتے بھی ہیں

لونڈی نے اپنی مالکہ کو جنم دیا ہے

اس نظم کا بنیادی نقطہ رسول پاک کی ایک حدیث ہے جس میں آپ نے قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی بتائی ہے کہ اس زمانے میں لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی۔سو مجھے لگا کہ وہ حدیث آج کے دور میں یوں پوری ہوئی ہے

ارشاد عرشی ملک

گئے زمانوں کا کوئی قصّہ ہے

ماں کی عظمت ،وہ شان و شوکت

وہ تمکنت اور وہ وجاہت

وہ اس کے قدموں تلے کی جنت

یہ دور بیٹی کے دبدبے کا ہے

ماں کے دل پر ہراس طاری

کہ بات کمتر ہے ماں کی گھر میں

دلیل بیٹی کی پر ہے بھاری

ہیں ماں کے دل میں ہزار خدشے

اور اِک مسلسل ہے بےقراری

عجیب تیور ہیں بیٹیوں کے

کہ مائیں ، سہمی ہوئی کھڑی ہیں

چھنی ہے ان کی خود اعتمادی

کہ گویا بالکل گری پڑی ہیں

اصول صدیوں میں جو بنے تھے

وہ نسلِ نو نے ہیں روند ڈالے

بہت ہی بے بس ہیں آج مائیں

پڑے ہیں ان کے لبوں پہ تالے

نئے تمدّن نے ماں کا رُتبہ ہے

بالجبر لے لیا ہے

یہی ہے گھر گھر کا آج منظر

جو میں نے عرشی رقم کیا ہے

کہ گویا لونڈی نے آج

اپنی ہی مالکہ کو جنم دیا ہے

ہوئی تخلیق عورت کی ،تو آیا لُطف جینے میں

لیے پھرتے تھے مرد، اِک فالتو پسلی کو سینے میں

تمہارے ابّو۔۔۔

اٹھائیس مئی کے خونچکاں سانحے کی یاد میں

(ایک شہید کی بیوہ کی اپنے بچوں کے ساتھ مشفقانہ گفتگو)

ارشاد عرشیؔ ملک

یہ مجھ سے پوچھو نہ میرے بچو ! کہ اب کدھر ہیں تمہارے ابّو
شہید ہو کر اَمر ہوئے ہیں خدا کے گھر ہیں تمہارے ابّو

وہ راہِ حق میں لہو سے اپنے ، دیے وفا کے جلا گئے ہیں
جو لے کے جاتی ہے سُوئے منزل وہ رہ گذر ہیں تمہارے ابّو

اگرچہ پہلے بھی تھے منور مگر وہ مِثلِ نجم تھے بچو
اب احمدیت کے آسماں پر حسیں قمر ہیں تمہارے ابّو

بہت پڑھائی میں دل لگانا ، ہر ایک جُمعّہ بھی پڑھ کے آنا
یہ وہم دل میں کبھی نہ لانا کہ بے خبر ہیں تمہارے ابّو

برس تو گرچہ ہیں چار گزرے،پہ فضلِ ربّی ہزار اُترے
بڑھے گی ہر پل مٹھاس جس کی ،وہی ثمر ہیں تمہارے ابّو

بہت دُکھاتی ہے میرے دل کو تمہارے چہرے کی یہ اُداسی
اٹھا کے سر کو چلو جہاں میں کہ معتبر ہیں تمہارے ابو

مئی کا آیا ہے پھر مہینہ پہ صبر لازم ہے پیارے بچو
کوئی جو رویا تو یہ سمجھ لے کہ چشمِ تر ہیں تمہارے ابو

بظاہر عرشیؔ وہ بے نشاں ہیں مگر ہمارے ہی درمیاں ہیں
ہوئے ہیں جب سے نظر سے اوجھل قریب تر ہیں تمہارے ابو

زندگی ، دائرے کا سفر

ارشاد عرشی ملک

جب ہُوا احساس مجھ نادان کو
تھی صحیح پر بات میرے باپ کی
تب مرا بیٹا تھا مجھ سے کہہ رہا
ہے غلط ، ہر بات بابا آپ کی

انسان اور شیطان میں فرق

ارشاد عرشی ملک

جو گرفتارِ گنہ ہو جائے وہ انسان ہے

اس پہ جو نادم ہوا ،وہ بندہِ رحمٰن ہے

اور جو نازاں ہو عرشیؔ وہ کھلا شیطان ہے

پیرِ پیراں

ارشاد عرشیؔ ملک

اس غزل کی وجہِ تخلیق یہ ہے کہ خاکسار پیر سراج الحق نعمانی صاحب کی تحریر کردہ کتاب ''تذکرۃ المہدی'' کا مطالعہ کر رہی تھی۔صفحہ نمبر ۴۷

سنتالیس پر ایک واقعہ پڑھا۔پیر سراج الحق نعمانی صاحب کی زبانی سُنیے۔

"پس میں حضرتِ اقدس کی خدمت میں بے تکلف تھا۔حاضر ہوا ،فرمایا کیسے آئے ' ہوصاحب زادہ صاحب!میں نے عرض کیاخطوط کے جواب کے لئے آیا ہوں تو عنایت فرما دیجئے۔فرمایا ہاں ہیں اور بیعت کنندوں کے بھی خطوط ہیں۔پھر فرمایا پیراں پیر اور پیرِ پیراں پر کیا گفتگو تھی؟ میں سمجھ گیا کہ اس وقت حضور کو کشف سے معلوم ہو گیا ہو گا۔میں نے تمام گفتگو عرض کر کے کہا کہ حضور توپیراں پیر ہیں۔فرمایا پیرِ پیراں صحیح ہے۔پھر فرمایا ہم ایک روز صحن مکان میں لیٹ رہے تھے جو ہمیں کشف ملکوت ہوا اور کشف میں بہت سے فرشتے دیکھے کہ بہت خوبصورت لباسِ فاخرہ اور مکلف پہنے ہوئے وجد کرتے اور گاتے ہیں۔اور ہماری طرف بار بار چکر لگاتے ہیں اور ہر چکر میں ہماری طرف لمبا ہاتھ کر کے ایک غزل کا شعر پڑھتے ہیں اور اس مصرع کا آخری لفظ پیرِ پیراں

ہے۔وہ عین ہمارے منہ کے سامنے ہاتھ کر کے ہماری طرف اشارہ کرتے ہیں پیرِ پیراں۔‘‘

سو یہ اقتباس اس غزل کی تخلیق کا باعث بنا۔۔۔

ہر درد کا ہوا ہے درمان پیرِ پیراں
جب سے ہوئی ہے تیری پہچان پیرِ پیراں

تجھ پر خدا نے کھولے قرآن کے معارف
رحمت سے اپنی بخشا عرفان پیرِ پیراں

پُر معرفت کی مئے سے ہر ہر سطر ہے تیری
ہر پل سرور کا ہے سامان پیرِ پیراں

تحریر میں تحدّی ،تقریر میں تحدّی

تُو قول اور قلم کا سُلطان پیرِ پیراں

یوں حق کو آشکارہ ،تو نے کیا جہاں میں

دل میں رہا نہ کوئی خلجان پیرِ پیراں

ہر حکم تیرا آقا لکھتی ہوں اپنے دل پر

تُو میرا پیر و مرشِد ،تو جان پیرِ پیراں

ہر ہر دلیل تیری باطل پہ ضربِ کاری

تُو رُشد پیرِ پیراں،بُرہان پیرِ پیراں

شانِ جمال، دیں کی تجھ سے ہوئی ہویدا

تُو امن و آشتی کا باران پیرِ پیراں

تقویٰ کے موسموں کو بخشی حیات تو نے
پت جھڑ کا ہو چُکا تھا امکان پیرِ پیراں

بدعت کی ہر عمارت تو نے تباہ کر دی
پُختہ کیا خدا پر ایمان پیرِ پیراں

تو طاعت و وفا کے سکھلا گیا قرینے
اُلفت سے بھر گیا ہے دامان پیرِ پیراں

زندہ خدا کا ہم کو تو نے پتہ بتایا
نسلوں پہ ہے یہ تیرا احسان پیرِ پیراں

پڑھوں تری کتابیں ، صحبت میں تیری بیٹھوں

ہر پل یہی ہے دل میں ارمان پیرِ پیراں

دیکھا تھا تو نے آقا اِک کشف پیارا پیارا

عرشیؔ نے جس سے پایا عنوان پیرِ پیراں

ملبوسِ فاخرہ میں کچھ خوشنما فرشتے

طاری تھا جن پہ وجد و وجدان پیرِ پیراں

گاتے تھے گیت کر کے تیری طرف اشارے

ہر شعر پر لگاتے وہ تان پیرِ پیراں

تُو بحرِ بے کراں ہے روحانیت کا پیارے

لکھنا نہیں ہے تجھ پر آسان پیرِ پیراں

☆☆☆☆☆☆

خُدا بھی روٹھ جاتا ہے

کسی بیٹے کے ہاتھوں ماں کا دل جب ٹوٹ جاتا ہے

تو اس کے ہاتھ سے دامانِ بخشش چھوٹ جاتا ہے

سو ہوتا ہے عجب کہرام عرشی آسمانوں پر

فرشتے گریہ کرتے ہیں، خُدا بھی روٹھ جاتا ہے

متفرق اشعار

بولتا رہتا وہ مجھ سے چاہے کچھ بھی بولتا
اُس کی چُپ نے میرے اندر شور برپا کر دیا

بہت سے لوگ ہیں لبیک کہنے کو مگر عرشی
لگا دیتا ہے یہ دل حاضری اِک غیر حاضر کی

اس کے بھیجے پھولوں پر بھی دل سے خون ہی ٹپکا ہے
رسمی پن کا کانٹا بھی تھا عرشی اس گلدستے میں

تازہ قطعات

۱

دوسروں کی جو خرابی تجھ کو آتی ہے نظر
مائلِ تنقید کرتی ہے جو تجھ کو بے خبر
وہ تری ہی مضمحل سوچوں کا عرشی عکس ہے
دوسروں کے شیشۂ دل میں جو آتا ہے اُتر

۲

میں نے کہا کہ چھوٹا سا دل تو نے ہے دیا
کیسے یہ غم کے کوہِ گراں کو اُٹھائے گا
اُس نے کہا کہ اس سے بھی چھوٹی ہے تیری آنکھ
جس طور اس میں عکس جہاں کا سمائے گا

۳

ہر گز نہ اونچی بحث میں آواز کیجیے

کرنے ہیں گر بلند تو الفاظ کیجیے

بارش اُگائے پھولوں کو آہستگی کے ساتھ

پھر گھن گرج سے کس لئے آغاز کیجیے

۴

نوعِ انساں سے عشق ہے جن کو

دل وہ ہر پل چھکتے رہتے ہیں

بانٹتے ہیں گلاب جو عرشی

ہاتھ اُن کے مہکتے رہتے ہیں

۵

مٹی کے ہم باوے، ہم کو مٹی میں مل جانا ہے

جُز کا کل میں ملنا دیکھ کے کاہے کا گھبرانا ہے

راہ ہماری دیکھ رہی ہیں قبریں اپنے منہ کو کھولے

چار دنوں کا میلہ عرشی کس شئے پر اترانا ہے

٦

آنا تھا جو نجات دہندہ وہ آگیا

اِک ضرب وہ صلیب کی جڑ پر لگا گیا

کیوں رو رہے ہو مردہ مسیحا کے واسطے

زندہ مسیح سے ہاتھ تمہارا ملا گیا

چاند کی صورت طلوع ہوا

وہ دل کے غم میں دین کے عرشی لہو ہوا
آخر خدا کے دیں کی وہی آبرو ہوا

دن رات اس جرّی کو رولاتا تھا دیں کا غم
اشکوں میں اپنے ڈوب کے وہ باوضو ہوا

تنہائیوں کے غار میں گوشہ نشیں تھا جو
دیں کے اُفق پہ چاند کی صورت طلوع ہوا

اعلان جب کیا کہ مثیلِ مسیح ہوں میں
اِک ایٹمی دھماکہ تھا جو چارسو ہوا

خیبر سے لے کے راس کماری تلک گیا
محشر سا ایک شور کہ جو کُو بکُو ہوا

شمشیر لے کے ہاتھ میں نکلا قلم کی جب

دیں کے ہر اِک محاذ پہ وہ سُرخرو ہوا

سُنت جو انبیاء کی تھی لاگو ہوئی وہ یوں

فتوئِ قتل اس کے بھی زیبِ گلو ہوا

قُرآن ساتھ رکھنا

ارشاد عرشی ملک

{داعیانِ الٰی اللہ کے لئے ایک نظم}

مریخ پر پہنچنا،قُرآن ساتھ رکھنا

اُس خالقِ جہاں کا عرفان ساتھ رکھنا

ارضُ و سما مسخر، یونہی نہ ہو سکیں گے

لازم ہے تم پہ، رُشد و بُرہان ساتھ رکھنا

اس شش جہت کے تم پر، رازِ دروں کھلیں گے

بس شرط یہ ہے ،چشمِ حیران ساتھ رکھنا

دورِ جدید میں یوں ،تبلیغِ دینِ حق ہو

علم و عمل کی اپنے ،میزان ساتھ رکھنا

دامانِ صبر پیارو! تم سے کبھی نہ چھُوٹے

غُصے میں بھی تم اپنی، اوسان ساتھ رکھنا

آواز رکھ کے نیچی،لانا دلیل اُونچی

شائستگی کی ہر پل ،پہچان ساتھ رکھنا

تبلیغِ دینِ حق میں، تم زخم زخم ہو گے

یادِ خُدا کا پیارو! درمان ساتھ رکھنا

تُم نیم شب کو اُٹھنا،سجدے تڑپ کے کرنا

اور آنسوئوں کا اپنے ،باران ساتھ رکھنا

ہر حال میں مقدم ،دُنیا پہ دیں کو رکھنا

باندھا ہے جو خدا سی، پیمان ساتھ رکھنا

پوروں پہ اُنگلیوں کی، دُنیا سمٹ گئی ہے

اِس دورِ آگہی کی، سامان ساتھ رکھنا

ایسی دلیل لانا ،جو لاجواب کر دے

اللہ اور نبی کا ،فرمان ساتھ رکھنا

یہ ٹھٹھا و تمسخر ،شیوہ ہے جاہلوں کا

نفسانیت کا تم مت ،حیوان ساتھ رکھنا

مغلوبِ نفس کا ہے، شیطاں قدیم ساتھی

فرعون پر ہے لازم ،ہامان ساتھ رکھنا

لفظوں کے جب بھی موتی ،قرطاس پر بکھیرو

عرشیؔ تم اپنا جذب و وجدان ساتھ رکھنا

☆☆☆☆☆☆

وقت کم

موجودہ دور میں انسانوں کی مصروفیات بہت بڑھ گئی ہیں اور اپنے خالق و مالک کے لئے بہت کم وقت بچتا ہے

ارشاد عرشیؔ ملک

ہے عجب شانِ خدا اُس کے لئے ہے وقت کم

جو ہے خالق وقت کا ، اُس کے لئے ہے وقت کم

پاس ہے شہ رگ کے وہ ، لیکن ہم اس سے دور ہیں

ہے عجب یہ فاصلہ ، اُس کے لئے ہے وقت کم

زندگی اپنی گھڑی کے گرد ہے لپٹی ہوئی

کارِ دنیا بڑھ گیا ، اُس کے لئے ہے وقت کم

درد کے لمحوں میں جو دیتا ہے ہم کو آسرا

چین و راحت جب ملا ، اُس کے لئے ہے وقت کم

ذکر لوگوں کا بَلا ، اس ذکر میں سو روگ ہیں

ذکر جس کا ہے شفا ، اُس کے لئے ہے وقت کم

بے مزہ ہیں میل جول اور گفتگو بے ربط ہے

جو ہے منبع لُطف کا ، اُس کے لئے ہے وقت کم

وہ تو اِک لذت ہی لذت ہے کوئی چکھے اگر

اِک انوکھا ذائقہ ، اس کے لئے ہے وقت کم

ذکرِ دنیا کی طوالت ہجر کی شب سے سوا

مختصر حرفِ دُعا ، اس کے لئے ہے وقت کم

ہر بلاوے کے لئے فرصت میسر ہے ہمیں

آہ حیِ علی الصلاہ ، اس کے لئے ہے وقت کم

آخرت کی فکر نے جس دل میں ڈیرہ کر لیا

اس کی دنیا بے مزہ ، اس کے لئے ہے وقت کم

میرا سارا وقت ہے پیارے ترے ہی واسطے

کارِ دنیا سے چھڑا ، اس کے لئے ہے وقت کم

یاد تیری اوڑھ کر بیٹھوں کبھی لیٹوں کبھی

غیر سے ملنا سزا ، اس کے لئے ہے وقت کم

ذکرِ مولا جب چھڑے قابو میں ہم رہتے نہیں

دل کو رہتا ہے گلہ ، اُس کے لئے ہے وقت کم

ہر گھڑی رہتا ہے اُس کے ذکر کا چاؤ جنہیں

اُن کا کہنا ہے بجا ، اس کے لئے ہے وقت کم

کیسے کوزے میں سمیٹوں بحر کو حیران ہوں

کیا ہو عرضِ مدّعا ، اس کے لئے ہے وقت کم

چند لمحوں میں ہو کیا یارِ ازل کا تذکرہ

ہم کو ہے پاسِ حیا ، اس کے لئے ہے وقت کم

زندگی کیا چیز ہے عرشیؔ فقط کچھ وقت ہے

وقت یہ جس نے دیا ، اس کے لئے ہے وقت کم

بے فائدہ کوشش

خدا کو اور عورت کو سمجھنے کی سعی

بے فائدہ ہے، بے ضرورت ہے

کہ ساری عمر بھی کوشش کرو

تو کچھ نہ پاؤ گے

ہمیشہ مار کھاؤ گے

بالآخر ٹوٹ جاؤ گے

اِنہیں تم مان لینا

خیر سے جیون کٹے گا

چین پاؤ گے

☆☆☆☆☆☆

چھوٹی نظمیں

مدرز ڈے

دن کبھی باپوں کبھی مائوں کا منواتے ہیں وہ

ہر گھڑی تہذیب کے اسباق پڑھواتے ہیں وہ

ساتھ عرشی اپنے کتّوں کو سُلاتے ہیں مگر

اولڈ پیپلز ہوم میں مائوں کو چھوڑ آتے ہیں وہ

بوسہ

اپنے مردہ باپ کے ماتھے پہ

بوسہ دے کے آج

مجھ کو کچھ ایسا لگا

منتظر وہ میرے اس بوسے کا

جیون بھر رہا

معذور سہارا

میرا پائوں آج جب پھسلا تھا گیلے فرش پر

دفعتاً جس نے مجھے تھاما

وہ تھا اِک نوجواں

وہیل چیئر پر تھا، سنبھلا

مسکرا کے مجھ سے پھر کہنے لگا

میں یونہی پھسلا تھا گیلے فرش پر

تھامنے والا مگر کائی نہ تھا

ریڑھ کی ہڈی میں چوٹ آئی

سو چل سکتا نہیں

دل کے زخم کہاں چھُپتے ہیں، دُکھ چہروں پر آ جاتے ہیں

جن پھولوں کو تتلی چومے، رنگ پروں پر آ جاتے ہیں

سُنا ہے چیونٹیوں میں بات۔۔۔۔۔۔

سُنا ہے چیونٹیوں میں بات

یہ اِک خاص ہوتی ہے

وہ بچوں کو جنم لیتے ہی

کچھ باتیں سکھاتی ہیں

ہے پہلی بات عرشی

اتفاق وامن سے رہنا

ہے نکتہ دوسرا

محنت مسلسل اور روز وشب

ہے نکتہ تیسرا

کرنا تعین سمت کا اپنی

یہی سادہ سے نکتے

کاش انساں بھی سمجھ جائیں

رہیں مل کر کریں محنت

تعیّن سمت کا کر لیں

کہ سمت اللہ کی بے شک

سبھی سمتوں سے اعلیٰ ہے

ڈاکٹر مہدی علی شہید کے لئے لفظوں کا نذرانہ

ارشاد عرشی ملک

مہدی جیسے پیارے پیارے لوگ اچانک کھو جاتے ہیں

جاتے جاتے درد کے کانٹے عرشی دل میں بو جاتے ہیں

بھر جاتے ہیں زخم، مگر بھرنے میں صدیاں لگتی ہیں

کتنے بھی منہ زور ہوں طوفاں، آخر مدھم ہو جاتے ہیں

~~~~~~~~~~~~~~~~~

خون میں لت پت پڑا دیکھا مسیحا خاک پر

زخم اِک تازہ لگا عرشی، دلِ صد چاک پر

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

ڈاکٹر مہدی علی کی شہادت پر

ارشاد عرشی ملک

بربریّت کا لبادہ، سوچ کو پہنا دیا

حیف بد بختو، چمکتے چاند کو گہنا دیا

وہ تو آیا تھا تمہارے درد کے درمان کو

ظالمو، تم نے مسیحا خون میں نہلا دیا

اپنے الگ رواج

ارشاد عرشی ملک

نہ کوئی توڑ پھوڑ،نہ جلسہ، نہ احتجاج
ہم لوگ اور لوگ ہیں اپنے الگ رواج

سہتے ہیں ظلم مرضیِ مولا کے واسطے
پہنے ہوئے ہیں سر پہ خدا کی رضا کا تاج

اپنی سوا سو سال پہ پھیلی ہے داستاں
نسلوں سے دیتے آئے ہیں ہم خُون کا خراج

اس بار تم نے ایک مسیحا کیا شکار

وحشت کا ناچ ناچتے آئی نہ تم کو لاج

آخر تو کٹ ہی جائے گی لمبی سیاہ رات

آخر بدل ہی جائے گا یہ ظلم کا سماج

کانٹوں بھرا ازل سے وفاؤں کا راستہ

زخموں سے چُور چُور ہے عرشی ہو کل کہ آج

☆☆☆☆☆☆☆

خُونِ ناحق بہت پی چُکی یہ زمیں

ارشاد عرشی ملک

آپ کے دور کی خیر ہو حاکمو، آپ کا لُطف بھی ہے جفا کی طرح
خیر ایماں کی، نہ مال اور جان کی، زندگی ہو گئی ہے سزا کی طرح

خُونِ ناحق بہت پی چکی یہ زمیں، اب کوئی دن میں یہ خوں اُگلنے کو ہے
ختم ہو جائے گی یہ تماشا گری، وقت پلٹے گا روزِ جزا کی طرح

تم سے شکوہ کریں گے نہ کوئی گلہ، کوئی دیکھا نہیں تم سا بے اعتناء
ہم تڑپتے ہیں اللہ کے سامنے، اپنی آہیں ہیں حرفِ دعا کی طرح

یہ جو ربوہ میں تازہ لہو ہے بہا، اِک قیامت کرے گا فلک پر بپا
چودھویں رات کا چاند گہنا دیا، حشر برپا کیا کربلا کی طرح

چُپ چپیتے یہاں سارے سودے چُکے، مونگ پھلیوں کے بھاؤ ہیں ایماں بکے

ہاتھ کانپے کسی کے نہ پائوں رُکے، حرفِ حق ہو گیا ہے خطا کی طرح

اس زمانے کا ڈھنڈورچی میڈیا، اس کی کاری گری کی نہیں انتہاء

چند لمحوں میں دیتا ہے محشر اُٹھا، مخبری اس کی چلتی ہوا کی طرح

رات دن کرتا رہتا ہے یہ تجزیے، قوم کو اس نے ڈالے ہیں چسکے نئے

درجنوں ہیں فحاشی کے چینل کھلے، روگ یہ بانٹتا ہے دوا کی طرح

آ ہی جاتی ہے لفظوں میں تُرشی کبھی، ورنہ عادت تو عرشی کی ہے عاجزی

ہم سے ناچیز نے کب کوئی دھونس دی، اپنا لہجہ رہا التجاء کی طرح

نمازِ عشق ہوتی ہے ادا ،خوں سے وضو کر کے

ارشاد عرشی ملک

ہر ایک چینل پہ چھا جائو مسلسل ہائو ہُو کر کے
بھلے چھکّے چھڑا دو تم ،زبانی گفتگو کر کے

نہیں ملتے مگر اعلیٰ مراتب مفت میں عرشیؔ
نمازِ عشق ہوتی ہے ادا ،خوں سے وضو کر کے

نہیں ہے عشق کا مسلک کسی کی جان لے لینا

یہاں جاں وارنی پڑتی ہے جسم و جاں لہو کر کے

سمعنا اور اطعنا،اپنی نسلوں کی کمائی ہے
نہیں ملتی یہ دولت دیکھ لو تم آرزو کر کے

اطاعت کیا ہے اپنی خود سری کو قتل کر دینا
اور اس کے بعد جی اُٹھنا ،رضا زیبِ گلو کر کے

محبت اور انا ،دونوں بظاہر قیمتی شئے ہیں
پر اِک کو ڈوبنا پڑتا ہے ،دوجی کو طلوع کر کے

ہم اپنی جان و مال اور آبرئو قربان کر دیں گے
خلافت کو مگر رکھیں گے دائم سُرخرو کر کے

خدا خود کھولتا جاتا ہے اب راہیں ترقی کی
ہر اِک منزل کریں گے سَر ذرا سی جُستجو کر کے

یہ بادل ابتلائوں کے ہمیشہ تو نہ ٹھہریں گے
دُعا ،ان کو اُڑا لے جائے گی یک لخت "چُھو" کر کے

جہاں میں ہر طرف آواز دینا کام ہے اپنا
سو یہ چرچا رہیں گے لازماً ہم کُو بکوُ کر کے

نویدِ فتح لکھی جا چکی ہے اپنی قسمت میں
خُدا رکھے گا آخر عاجزوں کو سُرخ رُو کر کے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خُطبہِ الہامیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خُطبہِ جمعہ گیارہ اپریل دوہزارچودہ سے متاثر ہو کر خاکسار نےحضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے الہامی خطبے کی شان میں ایک نظم کہی،جو آپؑ نے بموجبِ حکمِ خداوندی گیارہ اپریل اُنیس سو،عید الااضحی کے موقع پر قادیان میں دیاتھا۔

ارشاد عرشیؔ ملک

آبِ صافی سا رواں تھا خُطبہِ الہامیہ

ہاں علاجِ تشنگاں تھا خُطبہِ الہامیہ

عاشقوں کی جانِ جاں تھا خُطبہِ الہامیہ

مئے برائے سالکاں تھا خُطبہِ الہامیہ

اُس گھڑی بدلی ہوئی سی کیفیت تھی آپؑ کی

ایک جھرنا سا رواں تھا خُطبہِ الہامیہ

گو کہ مہدیؑ کی زباں سے اس کو لوگوں نے سُنا

ربِ کعبہ کی زباں تھا خُطبہِ الہامیہ

حکم تھا اللہ کا ،عربی کے کچھ فقرے پڑھو

بس وہی زورِ بیاں تھا خُطبہِ الہامیہ

غیب سے فقرے چلے آتے تھے، اِک کے بعد ایک

گویا رِم جِھم کا سماں تھا خُطبہِ الہامیہ

حکم مہدیؑ نے دیا کہ اس کو لکھ لو ساتھ ساتھ

اُس کے لب سے جب رواں تھا خُطبہِ الہامیہ

گر لکھا جاتا نہ اس کو ،ہاتھ سے جاتا تھا یہ

کیونکہ مثلِ طائراں تھا خُطبہِ الہامیہ

"یا عباد اللہ" کہہ کر آپ نے کی ابتدا

اور پھر دریا رواں تھا خُطبہِ الہامیہ

آپؑ کا عربی میں تھا یہ حکمِ ربی سے خطاب

معرفت کی کہکشاں تھا خُطبہِ الہامیہ

قُوتِ قدسی سے پُر شوکت نشاں ظاہر ہوا

فی البدیہہ تھا بے کراں تھا خُطبہِ الہامیہ

زیر و بم آواز میں تھا،رُخ پہ مہدیؑ کے جلال

زورِ سلطان البیاں تھا خُطبہِ الہامیہ

کیا بلاغت ہے کہ عقل انسان کی حیران ہے

نُطقِ رب کا ترجماں تھا خُطبہِ الہامیہ

اِک صدی کے بعد بھی تازہ ہے یہ علوی شراب

بے شُبہ سیرابِ جاں تھا خُطبہِ الہامیہ

لکھنے والے اُس گھڑی لکھتے نہ سُرعت سے اگر

ہاتھ پھر آتا کہاں تھا خُطبہِ الہامیہ

موہ لیئے دل اس نے بچوں تک کے بے شک و شُبہ

نُور کی ضو پاشیاں تھا خُطبہِ الہامیہ

مہدئؑیِ دوراں کے دل سے لازماً وقتِ کلام

ربِ کعبہ ہم زباں تھا خُطبہِ الہامیہ

شکل میں خُطبے کی تھا الہام سب کے رُو برُو

چشمہِ غیبی رواں تھا خُطبہِ الہامیہ

معرفت کی مئے سے اِک اِک گھونٹ تھا جس کا بھرا

ایک جامِ ارغواں تھا خُطبہِ الہامیہ

صُبح دم جو ابر سا برسا ،دلِ مہدئؑی پہ وہ

رات سے سایہ فگاں تھا خُطبہِ الہامیہ

ایک علمی معجزہ تھا ،شان جس کی بے نظیر

آپؑ کے شایانِ شاں تھا خُطبہِ الہامیہ

عاشقوں کے دل تڑپ اُٹھتے تھے اِک اِک لفظ پر

گویا رقصِ بسملاں تھا خُطبہِ الہامیہ

حفظ کر لیتے تھے بعض احباب اس کو شوق سے

اور نشاطِ دوستاں تھا خُطبہِ الہامیہ

وجد میں آتے تھے عاشق ،جب سناتے تھے اسے

ایک اعجازِ نہاں تھا تھا خُطبہِ الہامیہ

مِثل اس کی لا نہ پائے،دعویٰ دارانِ علوم

ایک حقانی نشاں تھا خُطبہِ الہامیہ

لے گیا سبقت ،وہ ہر تحریر پر، اس دور کی

ہاں امیرِ کارواں تھا خُطبہِ الہامیہ

کام گر ہوتا بشر کا ،کوئی تولاتا نظیر

ایک جائے امتحاں تھا خُطبہِ الہامیہ

اِک عجب جذب و کشش تھی اس کے اِک اِک لفظ میں

گویا ہیروں کی دُکاں تھا خُطبہِ الہامیہ

ماند ہو پائی نہیں اِس مہرِ تاباں کی چمک

برتر از سود و زیاں تھا خُطبہِ الہامیہ

اِک دوائے زُود اثر، مردہ دلوں کے واسطے

کُشتئہِ زندہ دِلاں تھا خُطبہِ الہامیہ

آسمانوں پر یکا یک دھوم جس کی مچ گئی

وہ درودِ عاشقاں تھا خُطبہِ الہامیہ

شُکر کا سجدہ بجا لائے تھے اس کے بعد آپؑ

قُربِ ربیّ کا نشاں تھا خُطبہِ الہامیہ

یہ مرا اعزاز ،اس موضوع پہ میں کچھ لکھ سکی

بے نیازِ دوجہاں تھا خُطبہِ الہامیہ

نسلِ نو جانے نہ جانے قدر کو اس کی مگر

اُن دنوں جنسِ گراں تھا خُطبہِ الہامیہ

نظم یہ اِک لفظ بھی کاٹے بِنا لکھی گئی

ہر سطر کا پاسباں تھا خُطبہِ الہامیہ

شان کیا اِس کی لکھے ،عاجز ہے عرشیؔ کا قلم

لاجرم،معجز بیاں تھا خُطبہِ الہامیہ

☆☆☆☆☆☆☆

جس طرح سے افریقن ہوں سفید فاموں میں

ارشاد عرشی ملک

لُطف ہے سلاموں میں، نہ مزہ پیاموں میں

ہم اُداس و چُپ چُپ ہیں گو تھے خوش کلاموں میں

اپنے دیس میں رہ کر جو رہے ہوں پردیسی

کیا سکون پائیں وہ نِت نئے نظاموں میں

نفرتوں کے سائے میں زندگی گزاری ہے

تم تھے بادشاہوں میں ،ہم رہے غلاموں میں

مان کر مسیحا کو ہم تو ہو گئے "شودر"

آپ تو "برہمن" ہیں بیٹھے اِماموں میں

پاک سر زمیں میں ہم اس طرح جیئے برسوں
جس طرح سے افریقن ہوں سفید فاموں میں

ہم میں خود پسندی تھی اور انا پرستی بھی
دُھل گئیں یہ سب میلیں درد کے حماموں میں

پیار بانٹے ہیں ہم، نفرتوں کے بدلے میں
اپنی تیغ الفت ہی، پھول ہیں نیاموں میں

مُصطفیٰؐ کی سیرت سے ہم نے عاجزی سیکھی
مئے بھری تھی اُلفت کی ان حسین جاموں میں

کیجیے کرم آقاؐ، مجھ غریب بے کس پر

میں بھی ہوں مریدوں میں، میں بھی ہوں غلاموں میں

عمرِ رائیگاں کی کچھ یاد گار شامیں ہیں

لُطفِ بندگی پایا جن حسین شاموں میں

ایک ہی قبیلہ ہے اہلِ عشق کا عرشیؔ

کیا دھرا ہے ذاتوں میں کیا دھرا ہے نامو ں میں

خُلد میں آشیاں مبارک ہو

(ڈاکٹر مہدی علی قمر شہید کے لئے ایک نظم)

ارشاد عرشیؔ ملک

تجھ پہ لاکھوں سلام ہوں مہدی

تجھ سے رشتہ تھا احمدیت کا

تجھ سے رشتہ مسیحؑ کی بیعت کا

یہ وہ رشتہ ہے جس کو مولا نے

فضل و احسان سے بنایا ہے

اپنے دل شرق و غرب میں ہر پل

ایک ہی تال پر دھڑکتے ہیں

تن پہ گر ایک کے خراش آئے

سب کے دل درد سے تڑپتے ہیں

راہ تو نے چُنی تھی خدمت کی

دل کے روگوں کا تو مسیحا تھا

گو کہ حساس دل تھا ،شاعر تھا

دل کی جراحتوں کا، ماہر تھا

تو تھا راہِ فلاح کا راہی

تو تھا راہِ صلاہ کا راہی

دین و دنیا میں بھی معزز تھا

آخرت میں بھی پاگیا اعزاز

کر گئی موت تجھ کو سر افراز

گو کڑی دھوپ میں ترا لاشہ

سب نے دیکھا پڑا تھا مٹی پر

دیکھ پائیں نہیں مگر آنکھیں

اس پہ سایہ فگن ملائک تھے

تو نے عہدِ بیعت نبھایا ہے

جسم و جاں کو لہو لہو کر کے

عشق کا تو نے کر دیا سجدہ

اپنے ہی خون سے وضو کر کے

وہ قمر جو یہاں غروب ہوا

اگلی دُنیا میں ہو گیا ہے طلوع

اور تمغہ رضائے باری کا

اپنے مہدی علی کے زیبِ گلو

تُو نے پائی حیات لافانی

موت ویسے تو سب کو ہے آنی

یہ مسافت طویل تھی بے شک

قُربِ رب کے حصول کی عرشیؔ

ایک ہی جست میں مگر تو نے

اپنی منزل کو پا لیا پیارے

تجھ کو تکتے ہیں رشک سے سارے

عمر یہ جاوداں مبارک ہو

خُلد میں آشیاں مبارک ہو

صحبتِ انبیاء مبارک ہو

صحبتِ صادقیں مبارک ہو

لُطف لو صحبتِ شہیداں کا

صحبتِ صالحیں مبارک ہو

حسبُنا اللہ لب پہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

ارشاد عرشی ملک

تُم سوا سو سال سے قاتل رہے اور ہم قتیل
ہے گواہی وقت کی یہ صبر تھا صبرِ جمیل
اب بھی تم کثرت میں ہو ،تعداد ہے اپنی قلیل
حسبُنا اللہ لب پہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

ابتلائوں کے بہت آتے رہے ہیں زلزلے
لاجرم وہ کم نہ کر پائے ہمارے ولولے
ہر گھڑی سر پر رہا ہے سایہِ ربِ جلیل
حسبُنا اللہ لب پہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

دُکھ ہمیں دیتے ہو، تا ہم اپنا رستہ چھوڑ دیں
مہدیؑ دوراں سے جو باندھا ہے ناطہ توڑ لیں
یہ تعلق تو ہماری زندگی کی ہے سبیل
حسبُنا اللہ لب پہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

موت بٹتی ہے جہاں ، تقسیم ہوتے ہیں الم
ہم وہاں بھی سر کے بل جاتے ہیں مولا کی قسم
ابتلائوں میں گزاری ،ہم نے اِک عمرِ طویل
حسبُنا اللہ لب پہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

صبر کرنا تو بہت مردانگی کا کام ہے
ہے گماں ناداں کو یہ بے چارگی کا نام ہے

جو مزہ ایمان کا چکھ لیں، نہیں رہتے غضیل

حسبُنا اللہ لب پہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

آسماں سے ذلتیں برسی ہیں تم پر ہر گھڑی

آج ہر چھوٹے بڑے کو اپنی اپنی ہے پڑی

اپنے کرتوتوں سے تم نے کر لیاخُود کو ذلیل

حسبُنا اللہ لب پہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

اس قدر برسے نشاں ،گویا کہ جل تھل ہو گیا

ہاں مگر برتن جو اوندھا تھا،وہ خالی ہی رہا

لُطف کیا جانیں غذا کا جن کے معدے ہوں علیل

حسبُنا اللہ لب پہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

تُرش فقرے گو سوا سو سال تک تم نے کہے
ہم مگر سُنتے رہے اور حوصلے سے سب سہے
جاہلوں کے بالمقابل، چُپ ہی رہتے ہیں عقیل
حسبُنا اللہ لب پہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

اپنا دُشمن بد زبانی میں بہت ہی طاق ہے
لب پہ اس کے گالیاں ہیں ،خندہِ بے باک ہے
ہم یہ کہتے ہیں کہ قُرآن سے کوئی لائو دلیل
حسبُنا اللہ لب پہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

نقشِ پا پر خود محمدؐ کے کہاں چلتے ہو تُم
اور چلتے ہیں اگر ہم لوگ تو جلتے ہو تم
پس ہوا ثابت کہ تم دشمن ہو اُن کے ،ہم خلیل

حسبُنا اللہ لب پہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

آچکا ،وعدہ تھا جس کا غافلو ،کر لو قبول

آسماں سے ابنِ مریم کا نہیں ہو گا نزول

اک مسافر کو بھی عرشیؔ لوگ کہتے ہیں نزیل

حسبُنا اللہ لب پہ ہے ہر آن اور نعم الوکیل

☆☆☆☆☆☆☆

کیا نہیں ہے تم میں کوئی ایک بھی رجل ُالرشید؟

ارشاد عرشی ملک

ہم تو ملحد کافر و زندیق ٹھہرے، ٹھیک ہے
آپ مومن ،باخدا ،صدیق ٹھہرے ،ٹھیک ہے
کس لئے اطوار ہیں پھر آپ کے اتنے پلید
کیا نہیں ہے ،تم میں کوئی ایک بھی رجل ُالرشید؟

بے حیائی ،ظلم و سفاکی کا ہر سُو رقص ہے
آپ کی گندی ،بھیانک سوچ کا یہ عکس ہے
آج گر ہوتا تو اس سے بڑھ کے کیا کرتا یزید

کیا نہیں ہے ،تم میں کوئی ایک بھی رجل ُالرشید؟

سنگ ہیں بے شک مقید اور سگ آزاد ہیں
ہر طرف ماتم پڑا ہے،گھر کے گھر برباد ہیں
آپڑا ہے، قوم پر اللہ کا ،قہرِ شدید
کیا نہیں ہے ،تم میں کوئی ایک بھی رجل ُالرشید؟

تم کہ نفرت کی پنیری،رات دن بوتے رہے
ہم محبت میں مگر اس دیس کی روتے رہے
زہرِ نفرت سے بھی ہم نے کر لیا امرت کشید
کیا نہیں ہے ،تم میں کوئی ایک بھی رجل ُالرشید؟

پھیلتے جاتے ہیں ہم دنیا میں خوشبو کی طرح

آپ کی شہرت مگر پھیلی ہے بدبُو کی طرح
دیکھتی ہے روز دُنیا آپ کا دامن دُرید
کیا نہیں ہے ،تم میں کوئی ایک بھی رجل ُالرشید؟

گر چہ اِک کڑوی دوا کی شکل ہیں نغمے مرے
پر حقائق اور سچائی سے،منہ تک ہیں بھرے
بعض وقتوں میں ہوا کرتی ہے تلخی بھی مفید
کیا نہیں ہے ،تم میں کوئی ایک بھی رجل ُالرشید؟

رات یہ تاریک ہے عرشیؔ مگر کٹ جائے گی
راستے کی ہر رکاوٹ ،خود بخود ہٹ جائے گی
ربِ کعبہ سے سدا ملتی ہے، ہم کو یہ نوید
کیا نہیں ہے ،تم میں کوئی ایک بھی رجل ُالرشید؟

اپنی لجنہ کے نام۔۔۔

ارشاد عرشی ملک

ذہانت کی چمک آنکھوں میں ہے، جذبے ہیں سینوں میں
یدِ بیضا ہیں پوشیدہ، بہت سی آستینوں میں

ہم ایسا بیج ہیں فضلِ عمرؓ نے جس کو بویا تھا
خدا نے خُود گنا جس کو ذہینوں میں ،فطینوں میں

ذرا سی تربیت کی بس ضرورت بچیوں کو ہے
نظر آتے ہیں جو کنکر، وہ بدلیں گے نگینوں میں

بس اِک ہلکی سی بارش کا، یہاں درکار ہے چھینٹا

نموٗ کی بے بہا طاقت چھپی ہے، اِن زمینوں میں

جہاں کی عورتیں جو کام، برسوں میں نہ کر پائیں

کرے گی کام وہ ،لجنہ اِماء اللہ مہینوں میں

جو مغرب کو نئے انداز جینے کے سکھائیں گی

ہیں ایسے بھی کئی چہرے، انہیں پردہ نشینوں میں

بظاہر ہیں ملائم پھول سے، اور کانچ سے نازک

وگرنہ کاٹ تو ہیرے کی ہے، اِن آبگینوں میں

تھکاوٹ کی شکایت ہے ،نہ ہے آرام کی خواہش

بھرا ہے اِک عجب فولاد سا ،ان مہ جبینوں میں

اِنہیں گودوں سے پا کر تربیت نکلیں گی وہ نسلیں
جو اس دنیا کو ڈھالیں گی نئے ڈھب کے قرینوں میں

یہ وہ ہیرے ہیں جن کی آب مدھم ہو نہیں سکتی
چُھپا ہے نور ،ایمان و یقیں کا ان جبینوں میں

خدا کی لونڈیاں ہیں ہم اور اس پر ناز ہے ہم کو
ہے شیوہ عاجزی اپنا ،ہیں شامل کم ترینوں میں

وہ دن نزدیک ہیں عرشی کہ جب ہم اَن گنت ہوں گی
ابھی تو ہے شمار اپنا ،نہ تیرہ میں نہ تینوں میں

مقابل اپنے جو آئے ،وہ ناداں منہ کی کھاتا ہے

بھلے منہ زور ہو بغض و تعصب کے قرینوں میں

بہت ہی دبدبہ ہے فیس بُک پر میری بہنوں کا

شکستِ فاش دیتی ہیں دلائل کی زمینوں میں

مسلسل معرکہ آرائی ہے ،لیکن ہیں تازہ دم

خلافت سے محبت کا ہے "آئیل" اِن مشینوں میں

حوالہ کوئی جھوٹا،اِن کے ہوتے دے نہیں سکتا

وسیع ہے علم ان کا،ہیں بہت باریک بینوں میں

دلائل سے ہر اِک منکر کا منہ یہ بند کرتی ہیں

جماعت کے لئے عرشی بہت غیرت ہے سینوں میں

بخت میں مولا مرے بھی قدر والی رات ہو

ارشاد عرشی ملک

بخت میں مولا مرے بھی قدر والی رات ہو

رات بھی ایسی کہ جس میں نور کی برسات ہو

مجھ شکستہ حال کا تجھ پر ہے سارا آسرا

کر عطا کچھ بڑھ کے اس سے ،جو مری اوقات ہو

پاک ہو کر اس طرح نکلوں میں اس رمضان سے

مغفرت کی تیری جانب سے عطا سوغات ہو

یہ مقدس ماہ ،جانے پھر ملے یا نہ ملے

جانے آئندہ برس کیا صورتِ حالات ہو

ظلمتیں ساری مٹا، اور دے مقدر کو اُجال
دُور میری زندگی سے، سایہِ آفات ہو

ذکر تیرا ہی رگ و پے میں ہو جاری اس طرح
تیرے بن کچھ نہ مجھے سوجھے ،وہ دن کہ رات ہو

ایسی توبہ کی ملے توفیق، جو مقبول ہو
رحمتوں اور برکتوں کی ساتھ میں برسات ہو

تیری چوکھٹ چھوڑ کر جائیں کہاں تیرے فقیر
تیرے در کی بھیک پر جن کی گذر اوقات ہو

عام سی بندی ہے عرشیؔ اور بے چاری بھی ہے

گر عطائے خاص تُو کر دے تو پھر کیا بات ہو

☆☆☆☆☆☆

قُرآن کا آئینہ

{اس نظم کا مرکزی خیال قرآن کریم کی سورت ابراہیم کی

آیت نمبر ۱۴ اور ۱۵ سے ،اخذ کیا گیا ہے۔}

ارشاد عرشیؔ ملک

کہا کافروں نے رسولوں سے اپنے

تمہیں ہم نکالیں گے اپنی زمیں سے

یا۔۔تم لوٹ کر ہم میں ہی آملو گے

یہ تاریخ ،نبیوں ،رسولوں کی قُرآں میں محفوظ ہے

یہ اِک آئینہ ہے

ذرا خُود کو دیکھو جو اس آئینے میں

تو تُم اپنی صورت کو پہچان لو گے

کہ تُم دھمکیاں دینے والوں میں ہو

اور ظلم و جفا ہے وطیرہ تمہارا

کہ تُم ہجرتیں کرنے والوں میں ہو

ہُوا جن کا مشکل ،وطن میں گزارہ

یہ ہم ہیں جو اپنے ہی اہلِ وطن کے

مظالم سے تنگ آکے ہجرت پہ مجبور ہیں

یہ ہم ہیں جو اپنے وطن میں ہی رہتے ہیں

پر بے وطن ہیں

سجے اپنے دم سے ہی دار و رسن ہیں

ہمیں موضوعِ گفتگو قاتلوں کا

ہمیں خستہ تن ہیں

مگر عشق کا بانکپن ہیں

ہمیں دورِ حاضر کے منصور بھی

اورسقراط بھی ہیں

کبھی زہر کا جام پینا پڑا ہے

کبھی بر سرِ دار جینا پڑا ہے

جو نامِ خدا یہ وطن ہم سے چھُوٹا

تو رحمت نے رب کی

ہمیں دونوں بانہوں میں اپنی سمیٹا

اور اپنی محبت کی پُر لُطف چادر میں ہم کو لپیٹا

جو اپنے وطن میں ستائے گئے اور نا محترم تھے

اُنہیں غیر ملکوں میں عزت عطا کی

دیا مرتبہ ،شان و شوکت عطا کی

یہ جو پر شکستہ وطن میں پڑے ہیں

شکنجے مظالم کے جِن پر کڑے ہیں

گلے تک جو جور و جفا میں گڑے ہیں

یقین اور ایماں پہ عرشی اَڑے ہیں

وہی صیدِ آسان ہیں بھیڑیوں کا

یہ خونیں نگاہیں اُنہیں گھورتی ہیں

یہ سفاک لہجے، مسلسل بہ بانگِ دہل

اُن سے وہ کہہ رہے ہیں

وہی جو۔۔۔

کہا کافروں نے رسولوں سے اپنے

تمہیں ہم نکالیں گے اپنی زمیں سے

یا تم لوٹ کر ہم میں ہی آملو گے

پر اپنی اُمیدیں تو آیت کے اگلے

متن پر لگی ہیں کہ

اس پر وحی کی اُنہیں اُن کے رب نے

کہ ہم مار ڈالیں گے ان ظالموں کو

تمھیں پھر ہم آباد کر دیں گے

اس سر زمیں پر

یہ وعدہ اسی کے لئے ہے

جو انذار سے اپنے رب کے ہو ڈرتا

☆☆☆☆☆☆☆

ہاتھوں میں جس طرح سے ہو میّت غسال کے

ارشاد عرشی ملک

طاعت وہی ہے، جو ہو بِنا قیل و قال کے

کھلتے ہیں باادب پہ ہی، رستے وصال کے

یوں اپنا نفس سونپ دو، عرشی اِمام کو

ہاتھوں میں جسطرح سے ہو میّت غسال کے